ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

۱۳۸۵ھ

۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ
۵ جون ۱۹۷۰ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ
قاری فیوض الرحمٰن

(گذشتہ سے پیوستہ)

حافظ ابن قیمؒ نے "مدارج السالکین" میں توبہ و استغفار ہی کے بیان میں اسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اس خوشنودی کی وضاحت میں ایک عجیب و غریب مضمون لکھا ہے جس کو پڑھ کر ایمانی روح وجد میں آ جاتی ہے۔ ذیل میں اس کا صرف خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی ساری کائنات میں انسان کو خاص شرف بخشا ہے۔ دنیا کی ساری چیزیں اس کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور اس کو اپنی معرفت، اطاعت اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ ساری مخلوقات کو اس کے لئے مسخّر اور تابع کیا اور اپنے فرشتوں تک کو اس کا خادم اور محافظ بنایا، پھر اس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کتابیں نازل فرمائیں اور نبوّت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ پھر ان ہی میں سے کسی کو اپنا خلیل بنایا اور کسی کو شرفِ ہمکلامی بخشا اور بڑی تعداد کو اپنی ولائت اور قربِ خصوصی کی دولت سے نوازا اور انسانوں ہی کے لئے دراصل جنّت و دوزخ کو بنایا۔ الغرض دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے اور ہو گا اس سب کا اصل مرکز و محور بنی نوع انسان ہی ہے، اسی نے امانت کا بوجھ اٹھایا۔ اسی کے لئے شریعت کا نزول ہوا اور ثواب و عذاب اسی کے لئے ہے۔ بس اس پورے کارخانۂ عالم میں انسان ہی اصل مقصود ہے۔

اللہ نے اس کو اپنے خاص دستِ قدرت سے بنایا، اس میں اپنی روح ڈالی۔ اپنے فرشتوں سے اس کو سجدہ کرایا۔ اور ابلیس اس کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں مردودِ بارگاہ ہُوا اور اللہ نے اس کو اپنا دشمن قرار دیا۔ یہ سب اس لئے کہ اس خالق نے انسان ہی میں اس کی صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ایک زمینی اور مادی مخلوق ہونے کے باوجود اپنے خالق و پروردگار کی (جو وراء الورا اور غیب الغیب ہے) اعلیٰ درجہ کی معرفت حاصل کرے۔ ممکن حد تک اس کے اسرار اور اس کی حکمتوں سے آشنا ہو۔ اس سے محبت اور اس کی حکمتوں سے آشنا ہو، اس سے محبت اور اس کی اطاعت کرے۔ اس کے لئے اپنے جسمانی مرغوبات اور اپنی ہر چیز کو قربان کرے۔ اور اس دنیا میں اس کی خلافت کی ذمہ داریوں کو ادا کرے اور پھر اس کی خاص الخاص عنائتوں اور بے حساب بخششوں کا مستحق ہو کر اس کی رحمت و رأفت، اس کے پیار و محبت اور اس کے بے انتہا لطف و کرم کا مورد بنے۔ اور چونکہ وہ ربِّ کریم اپنی ذات سے رحیم ہے اور لطف و کرم اس کی ذاتی صفت ہے (جس طرح بلا تشبیہ ماممتا ماں کی ذاتی صفت ہے) اس لئے اپنے وفادار اور نیک کردار بندوں کو انعامات و احسانات سے نوازنا اور اپنے عطیّات سے اُن کی جھولیوں کو بھر دینا اس کے لئے بلا تشبیہ اسی طرح بے انتہا خوشی کا باعث ہوتا ہے جس طرح اپنے بچہ کو دودھ پلانا اور نہلا دُھلا کر اچھے کپڑے پہنانا ماممتا والی ماں کے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔

اب اگر بندے نے بدبختی سے اپنے اس خالق و پروردگار کی وفاداری اور فرمانبرداری کا راستہ چھوڑ کر بغاوت و نافرمانی کا راستہ اختیار کر لیا اور اس کے دشمن اور باغی شیطان کے لشکر اور اس کے متبعین میں شامل ہو گیا۔ اور ربّ کریم کی ذاتی صفت رحمت و رأفت اور لطف و کرم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بجائے وہ اس کے قہر و غضب کو بھڑکانے لگا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ میں (بلا تشبیہ بلا تشبیہ) اس غصّہ اور ناراضی کی سی کیفیت پیدا ہو گی جو نالائق اور ناخلف بیٹے کی نافرمانی اور بدکرداری دیکھ کر ماممتا والی ماں کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

پھر اگر اس بندہ کو کبھی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ محسوس کرے کہ میں نے اپنے مالک اور پروردگار کو ناراض کر کے اپنے کو اور اپنے مستقبل کو برباد کر لیا اور اس کے دامن رحم و کرم کے سوا میرے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے پھر وہ اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہو اور مغفرت و رحمت کا سائل بن کر اس کی بارگاہِ کرم کی طرف رجوع کرے، سچے دل سے توبہ کرے، روئے اور گڑگڑائے اور معافی مانگے اور آئندہ کے لئے وفاداری اور فرمانبرداری کا عہد و ارادہ کرے تو سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے اس کریم رب کو جس کی ذاتی صفت رحمت و رأفت اور جس کا پیار ماں کے پیار سے بھی ہزاروں گُنا زیادہ ہے اور جو بندوں پر نعمتوں کی بارش برسا کر اتنا خوش ہوتا ہے جتنا نعمتوں کو پا کر محتاج بندے خوش نہیں ہوتے، تو سمجھا جا سکتا ہے کہ ایسے کریم پروردگار کو اپنے اس بندہ کی اس توبہ و انابت سے کتنی خوشی ہو گی۔

ذکرِ الٰہی

اللہ کا ذکر بھی سیکھنے سے آتا ہے طالب کی ریاضت ایسی ہے جیسے زمین پودوں کی جڑوں کو اپنی چھاتی کے اندر کھینچ کر رکھتی ہے۔ اور شیخ کی توجہ ایسی ہے جیسے مالی پودوں کو پانی دیتا ہے۔ دونوں چیزیں ہوں تو سرخی ہوتی ہے اگر کسی سے اللہ کا نام سیکھا جائے تو پھر اندھیری کوٹھڑی میں جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے ذکر الٰہی کیا جائے تو وہ لذت آتی ہے جو بادشاہ کو سر پر تاج شاہی رکھوا کر اور لاکھوں فوج (جو اس کے ابرو کے اشارہ پر کٹ مرنے کو تیار ہو) رکھ کر بھی نصیب نہ ہو گی۔

(ملفوظات حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۹ ربیع الاوّل ۱۳۹۰ھ
۵ جون ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۳

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

* احادیث الرسولؐ
* اداریہ
* مجلس ذکر
* قرآن اور اسلام کی عظمت
* (بحث و مذاکرہ) مسئلہ ملکیت زمین کا اسلامی تجزیہ
* انوار صحابہؓ
* حکمۃ اللہ البالغہ اردو حجۃ اللہ البالغہ
* بچوں کا صفحہ

اور

* دوسرے مضامین

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ

مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور

مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

مولانا غلام غوث ہزاروی پر قاتلانہ حملہ

حکومت عدالتی سطح پر تحقیقات کرائے ——!

جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کے ممتاز راہنما اور تحریکِ آزادی کے نامور قائد مولانا غلام غوث ہزاروی پر حویلیاں میں جو قاتلانہ حملہ ہُوا ہے اس کے خلاف مختلف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے راہنماؤں، اخبارات اور محب وطن کارکنوں کی طرف سے زبردست احتجاج جاری ہے۔ اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ گرفتار شدہ حملہ آوروں کو عبرتناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کے خطرناک اقدام کی جسارت نہ ہو سکے

اس سلسلہ میں ۲۹ر مئی جمعہ کو پورے ملک میں یومِ احتجاج بھی منایا گیا ہے۔ جس میں جمعہ کے موقع پر دینی جماعتوں کے رہنماؤں، مقرروں اور خطیب حضرات نے اس خطرناک اقدام کے مضمرات اور حملہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ مختلف رہنماؤں پر قاتلانہ حملے ایک سوچی سمجھی اسکیم اور گہرے منصوبے کے تحت کئے جا رہے ہیں۔

جہاں تک مولانا غلام غوث ہزاروی پر قاتلانہ حملے کا تعلق ہے ہماری یہ قطعی رائے ہے کہ جماعت اسلامی کے اخبارات و رسائل خصوصاً ایشیا، آئین اور اس کے بے پالک "چٹان" نے گذشتہ چند ماہ سے جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں اور مودودی پارٹی کے غیر اسلامی نظریات اور اس کی غلط روش پر تنقید کرنے والوں کو سوشلسٹ، کمیونسٹ اور ہندو کے ایجنٹ قرار دے کر ان کے خلاف جس قسم کا زہریلا اور اشتعال انگیز پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے، نظم و نثر اور توہین آمیز و تضحیک آفریں کارٹونوں کے ذریعہ بدنام کرنے کی جو نفرت انگیز مہم چلا رکھی ہے۔ یہ قاتلانہ حملہ اس کا لازمی اور فطری نتیجہ ہے۔ حالانکہ مودودی صاحب کی غلطیوں کی نشاندہی کرنا اور ان کے خلافِ اسلام نظریات پر تنقید کرنا سوشلسٹ ہو جانے کے مترادف نہیں ہے۔ بلکہ مودودی صاحب کے نظریات کمیونزم کے لئے راہ ہموار کرنے کا باعث اور سوشلزم کی پہلی سیڑھی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا مفتی محمود کے مطالبہ کے مطابق حکومت اگر عدالتی سطح پر اس قاتلانہ حملے کی تحقیقات کا فیصلہ کر لے تو اس بزدلانہ اقدام کے محرکات اور پس منظر معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مولانا ہزاروی صاحب کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈے اور اشتعال انگیز تحریری مواد کو بھی پیشِ نگاہ رکھا جائے۔

ہمیں اربابِ حکومت سے پوری توقع ہے کہ وہ قاتلانہ حملہ کی صورت میں سیاسی انتقام لینے والوں کو عبرتناک سزا دے کر قومی رہناؤں کے قتل اور غارت گری کے رجحان کا سختی کے ساتھ سدِّباب کریں گے۔ ورنہ صورتِ حال کے نازک تیور بتلا رہے ہیں کہ معاملہ صرف مولانا غلام غوث پر حملے تک محدود نہ رہے گا بلکہ چند دنوں تک حضرت درخواستی، مولانا مفتی محمود، مولانا عبید اللہ انور اور مولانا ضیاء القاسمی کے ساتھ ساتھ وہ تمام علماء کرام، خطیب و صحافی حضرات اور نمایاں کارکن اس قسم کے حملوں اور تشدّد آمیز حادثات کا ہدف بن جائیں گے۔ جنہوں نے کسی مرحلہ میں بھی مودودی صاحب کے غیر اسلامی نظریات یا ان کی جماعتی پالیسی کے خلاف ذرہ برابر بھی ناقدانہ انداز اختیار کیا ہے۔

ایسے نازک حالات اور خطرناک ماحول میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ علماء کرام

اور دیگر رہنماؤں کو قتل کرنے کی خطرناک سازش اور ان کو کسی قسم کا بھی نقصان پہنچانے کے امکانات کا بر وقت سدِّباب کریں تاکہ یہ ملک خانہ جنگی اور قتل و غارت گری کی خطرناکیوں سے محفوظ رہے اور امن و سلامتی کے ماحول میں ترقی کی منازل طے کرتا رہے۔

ایم ایم احمد کو علیحدہ کیا جائے

(معاصر ہفت روزہ لولاک لائلپور سے بلا تبصرہ)

●

مشرقی پاکستان کی متعدد جماعتوں کے رہنماؤں نے ایم ایم احمد ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کی موجودہ عہدہ سے علیحدگی کا مطالبہ کیا ہے — ان رہنماؤں نے ایم ایم احمد پر کئی الزامات عائد کئے ہیں، اور مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کے خلاف جو نفرت اور غلط فہمی پائی جاتی ہے اس کا مجرم ایم ایم احمد کو گردانا ہے۔ حکومت کے ارباب بست و کشاد کو یہ علم ہونا چاہئے کہ مغربی پاکستان سرے سے ہی ایم ایم احمد کی ادنٰے درجہ کی افادیت کا قائل نہیں ہے۔ مغربی پاکستان کا بچہ بچہ اسے انگریز اور امریکہ کا ایجنٹ اور مسلمانوں کا دشمن سمجھتا ہے۔ ایم ایم احمد کی منصوبہ بندیوں نے نہ صرف مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے ذہنی طور پر دُور کیا ہے بلکہ مغربی پاکستان کے مختلف یونٹوں میں بھی بُعد اور منافرت پیدا کرکے وَن یونٹ کی ناکامی کا سبب بنا ہے۔ ایم ایم احمد مغربی پاکستان کی کسی جماعت کسی طبقہ کا نمائندہ نہیں ہے اسے صرف مرزائیوں کا اعتماد حاصل ہے اور وہ صرف مرزائیوں کے مفاد کے لئے اس اعلیٰ ترین منصب پر براجمان ہے۔

ایم ایم احمد قابلیت کے لحاظ سے بھی چوہدری ظفر اللہ خاں کی طرح کوئی قابلِ ذکر شخصیت نہیں ہے۔ اس کی نااہلی کا سب سے بڑا ثبوت وَن یونٹ کا ٹوٹنا اور مشرقی پاکستان کی تمام جماعتوں کا اس کے حق میں عدمِ اعتماد کا اظہار اور اس کی علیحدگی کا مطالبہ کرنا ہے۔

موجودہ حکومت نے عوامی مفاد کو ہمیشہ مدِّنظر رکھا ہے اور انتہائی غیر جانبداری کا ثبوت بہم پہنچا کر ملک و ملّت کی خدمت کی ہے اور اس راہ میں حکومت نے کسی کی رو رعایت نہیں کی ہے ہم حکومت سے بجا طور پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے وسیع تر مفاد کے پیشِ نظر مشرقی اور مغربی پاکستان کے عوام کا یہ مطالبہ تسلیم کرے اور ایم ایم احمد صاحب کو جو اس ملک پر اس ملک کے عوام کی مرضی کے خلاف پیرِتسمہ پا کی طرح مسلط ہیں موجودہ اہم ترین منصب سے علیحدہ کرکے اپنی مقبولیت میں اضافہ کرے۔ (۲۹ مئی۔ لولاک لائلپور)

آہ! ماسٹر تاج الدّین انصاریؒ

لولابی - لائلپور

کل سوئے جنّت گئے سیّد عطاء اللہ شاہؒ
آج رخصت ہو کے تاج الدین انصاری گیا

جس کی نس نس میں بسا تھا جذبۂ حبِّ رسولؐ
جس کی رگ رگ میں خدا کا خوف تھا جاری گیا

قحط کے مارے ہوئے بنگال کا خدمت گذار
پیکرِ مہر و محبّت، روحِ غمخواری گیا

سُرخ پرچم لے کے چڑھ دوڑا تھا جو کشمیر پر
وہ مجاہد، وہ کفن بردوش احراری گیا

ارضِ پاکستان میں ختمِ نبوّت کا نقیب
قادیاں والوں پہ جو اک بوجھ تھا بھاری گیا

عمر بھر سہتا رہا چرکے جو استبداد کے
پیشِ حق لے کر وہ ان زخموں کی پھلواری گیا

وقت آپہنچا تو سب پیاروں کو روتا چھوڑ کر
عالمِ فانی سے سوئے رحمتِ باری گیا

مجلس ذکر

مومن مآل اندیش ہوتا ہے

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:-

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

ترجمہ: کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

بزرگان محترم و معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ کے ہم پر اس قدر احسانات اور انعامات ہیں کہ ان کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتے۔ سب سے بڑی نعمت ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالیوم الآخرہ ہے۔ کہنے کو ایک منٹ میں کہانی ختم ہوئی اور ساری زندگی کا یہی مقصد ہے۔ واجبات و فرائض سب اسی میں آ جاتے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہم پر ذمہ داری ہے حقوق اللہ کی، لیکن عملاً پہلے ذمہ داری عائد ہوتی ہے حقوق العباد کی۔ حقوق العباد کے معاف ہونے کا امکان کم ہے بحقوق اللہ ضرور انشاء اللہ معاف ہو جائیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑے حوصلے کے مالک ہیں اور عام انسان جو ہیں ان کا آپ کو پتہ ہی ہے کہ معاملہ الٹا ہے۔ تنگ دل، تنگ خیال، تنگ نظر، ہر شخص چاہتا ہے میں ہی نجات پا لوں باقی چاہے ساری دنیا جہنم میں چلی جائے۔ قرآن میں آتا ہے کہ اولاد کو سزا ملے گی تو وہ کہیں گے کہ یا اللہ! ماں باپ کو پہلے سزا دے اور جہنم میں ان پر بڑی لعنت بھیج اور دوگنی سزا دے کیونکہ انہوں نے ہمیں دین کا راستہ نہ دکھایا، دنیا کا راستہ دکھایا۔ عام طور پر انسان بچوں کو پال پوس کر پروان چڑھاتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں، تجارت، حرفت یا جو بھی ان کی پسند کا پیشہ ہو وہ سکھاتے ہیں۔ لیکن بہت کم ہیں جو دین کے معاملے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اولاً کی پہلی تربیت اور تعلیم دینی ہونی چاہئے۔ جب بھوک لگے گی تو خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی کام دھندا کریں گے۔ پیٹ خود بخود کام کراتا ہے۔ اگر دین کی طرف توجہ نہ دلائی جائے تو پھر یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس کی نجات اور اس کی پریشانی اور باز پرس یا تو قبر میں ہونی ہے یا محشر میں ——— برزخ کی زندگی بھی عارضی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو اس سے بھی زیادہ عجلت اور جلد بازی کی ہے۔ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ وہ وقتی لذتوں کو قبول کرتا ہے اور مآل اندیشی اس کی فطرت سے خارج ہے تاآنکہ کسی کی تربیت کسی اللہ والے کی صحبت میں ایسی ہو کہ وہ مآل کو، انجام کو، آخرت کو، قبر کو مقدم رکھے اور اہل اللہ کی زندگی کا دراصل مقصد یہی ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا، موت سے پہلے موت کے لئے تیاری اور اللہ کے حضور جانے سے پہلے ان حسابات، اور ان سوالات کے جوابات کی تیاری۔ کوئی میٹرک کا، ایف اے کا یا بی اے کا طالب علم ہو تو ظاہر ہے کہ سال بھر وہ امدادی کتابیں، نصابی کتابیں پڑھتا ہے، لیکچر اٹینڈ کرتا ہے، نوٹس لیتا ہے، پھر بار بار تکرار کرتے ہیں، غور و فکر، مطالعہ جاری رہتا ہے تاکہ امتحان میں آنے والے سوالوں کے جوابات دے سکیں۔ بعینہٖ یہی کیفیت ہماری اور آپ کی ہے۔ جاتے ہی سوالات ہونے ہیں۔ مَنْ رَّبُّکَ - مَا دِیْنُکَ۔ ان کی تیاری کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو 75 سالہ زندگی، پچاس سالہ زندگی یا چالیس سالہ زندگی دی ——— سو خوش قسمت ہیں جو اس زندگی کو اس زندگی پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اپنے امتحان کی تیاری میں وقت صرف کرتے ہیں۔ جو لڑکے کھلنڈرے ہوتے ہیں وہ وقت ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ اور امتحان میں جب پرچہ سامنے آتا ہے تو آئیں بائیں شائیں کرکے صفر نمبر حاصل کرتے ہیں اور جنہوں نے وقت ضائع نہیں کیا ہوتا وہ ایک کے دو جواب دیتے ہیں۔ دو کے چار لکھنے پر مستعد ہوتے ہیں اور انہی کو کامیابی اور سرخروئی نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے وقت ضائع کرنے سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ جو وقت ضائع ہو گیا اسے نظر انداز کرکے بقیہ زندگی پر زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ بیان کیا کرتا ہوں کہ کبھی گناہ صغیرہ کرنے کا بھی تصور تک نہیں ہوا۔ کم از کم آپ حضرات کے سامنے ہی ان کی ساری زندگی گذری، دن بھر احباب وغیرہ کو ملنے میں گذرتا، چوبیں گھنٹے اللہ کا نام سکھاتے، مسئلے مسائل بتاتے، قرآن و حدیث پڑھاتے، یہی ان کا شغل ہوتا۔ پھر بھی آدھی آدھی رات تک اپنے معمولات پورے نہ ہوتے تو بیٹھے ہیں، معمولات پورے کر رہے ہیں۔ جب کبھی ان سے کہنے کا اتفاق ہوا کہ آرام فرمائیں۔ دن کو موقع نہیں ملتا۔ تو وہ فرمایا کرتے "بیٹا! قبر میں جا کر سو ہی رہنا ہے"۔

سو عقلمند وہی ہے جو مآل اندیش ہے، یہ دنیا آنی جانی فانی ہے، آیا اور گیا۔ آپ دیکھتے ہیں کتنی تیزی سے دن گذر رہے ہیں، کتنے ہفتے گذر رہے ہیں، کتنے مہینے اور اور سال گذر رہے ہیں۔ ہزار تدبیریں کیجئے وہ نفس امارہ گھات میں بیٹھا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (یوسف 53)

قرآن اور اسلام کی عظمت

حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سالہ زندگی میں جو قرآن نازل ہوا آپ ہر رمضان میں جبریل امین کو جس قدر نازل ہوا ہوتا، حفّاظ کی طرح دور کرکے سناتے اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دہرادیتے، سنا دیتے۔ احادیث کے اندر آتا ہے کہ جس سال آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے، پردہ پوشی فرمائی، اس سال دو دفعہ جناب جبریل امین نے آپ کو قرآن پاک سنایا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سنایا۔ اس کے بعد امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے یہ عظیم کارنامہ سونپا جو چودہ سو سال سے قرآن حکیم آپ کے پاس، آپ کے درمیان یعنی مسلمانوں کے پاس محفوظ و موجود ہے لیکن آپ حضرات نے کبھی غور کیا کہ قرآنِ حکیم نے انجیل، تورات، زبور، صحف موسیٰ و ہارون اور بہت سی کتابوں اور انبیاء کا نام لیا مگر کسی ایک کتاب کو آپ دنیا کے اندر محفوظ و موجود نہیں پاتے۔ ان کا ایک صفحہ موجود نہیں۔ تراجم بے شک موجود ہیں لیکن ان تراجم کی حقانیت اور ان تراجم کی حقیقت سب پر واضح ہے قرآن پاک نے الزام لگایا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (المائدہ ۱۳) کہ اللہ و رسول کے کلاموں کو انہوں نے کھرچ کھرچ کر ہٹایا اور اپنی طرف سے بڑھایا اور پھر دعویٰ ہے کہ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ (البقرہ) یہ خدا کا کلام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (المائدہ ۱۳)۔ انہوں نے معانی کو، مطالب کو کچھ کا کچھ کر دیا۔ چنانچہ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے، کبھی آپ بائیبل سوسائٹی کی کوئی بائیبل اٹھائیں۔ پہلا ہی صفحہ الٹ کے دیکھیں۔ اس پہ لکھا ہے "ہز میجسٹی شاہ برطانیہ کے حکم سے سابقہ تمام تراجم کے ساتھ ملاکر ترمیم و اضافہ کے بعد چھاپا گیا"، ایک سے ایک ترجمہ آپ مقابلہ کر کے دیکھیں اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یعنی آج سے بیس سال پہلے کے کلکتہ کے چھپے ہوئے اور بیس سال بعد کے بائیبل سوسائٹی لاہور کے ترجمے میں فرق ہے۔ اسی طرح اٹیلین میں، جرمن میں، فرینچ میں انگلش میں آپ دیکھیں گے۔ حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ کس قدر ان کے اندر فرق ہے۔ لیکن قربان جائیے مسلمانوں کی اس احتیاط کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر ۱) کہہ کر اس کی حفاظت کی ذمے داری انسانوں پر نہیں ڈالی خود اس کو قبول فرمایا۔ ایک ایک نقطہ جوں کا توں ہے جیسا کہ لوحِ محفوظ میں ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے وہ قرآن حکیم کے نسخہ جات جو آپ نے مرتب فرمائے، اللہ کی قدرت ہے ایک کے بعد ایک دنیا کے اندر دستیاب ہوتے۔ قرآن حکیم کا وہ نسخہ جس پر حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ ٹرکش گورنمنٹ کے پاس موجود ہے۔ ابھی چند سال ہوتے کہ جامعہ ازہر سے ایک نسخہ دستیاب ہوا۔ جس پر مہر نبوت بھی لگی ہوتی ہے۔ اسی طرح حرمین کے اندر ایک نسخہ دستیاب ہوا اور گذشتہ تین برس ہوتے جب آپ کے ایوب صاحب روس تشریف لے گئے تو انہیں اسی مصحفِ عثمانی کی فوٹو گراف کاپی پیش کی گئی۔ یعنی میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ حفاظت کی ذمہ داری قرآن کی لی نہ کہ مصحفِ عثمان کی، لیکن مصحفِ عثمان تو ایک طرف خود مکاتیبِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جو حضرتِ صدیق اکبرؓ حضرتِ عمرؓ کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے محفوظ ہیں۔ اور حضرتِ عثمان کا وہ قرآن پاک جو ہے وہ محفوظ ہے اور اس سے پھر لوگوں نے نقل در نقل کرتے ہوتے یہاں تک پہنچا دیا اور آج وہ چاہے کسی خطے کے چھپے ہوئے نسخہ جات ہوں۔ مصر کے ہوں یا ایران کے، حجاز کے چھپے ہوئے ہوں یا تاج کمپنی پاکستان کے وہ کسی خطے میں چاہے کہیں بھی چھپے ہوں ایک سے ایک ملا کر دیکھ لیجئے۔ "سہو ونسیان" سے کہیں زبر زیر کی کمی بیشی ہوگئی ہو تو ہوگی لیکن یہ کہ قرآن پاک کے صفحات، قرآن کے معانی و مطالب قرآن پاک کی سطروں کی سطریں غتر بود ہوگئی ہوں ایسا نہیں ہے۔ یہ قرآن حکیم ہی کو اللہ نے شرف بخشا ہے۔ اور یہ قرآنِ حکیم ہی کی سب سے بڑی عظمت کی دلیل ہے اور مسلمان فخر سے سربلند کرکے کہہ سکتا ہے کہ لوحِ محفوظ میں جس طرح محفوظ تھا حضرتِ عثمان غنیؓ نے جس طرح اُسے مختلف جلدوں کے اندر مرتب فرما کر کوئی مدینہ میں، کوئی مکہ مکرمہ میں کوئی بغداد میں، کوئی دمشق میں بھجوایا وہ اللہ تعالیٰ نے اب تک محفوظ رکھے ہوتے ہیں اور الحمد للہ اب تک اگر محفوظ ہیں، تا قیامت بھی محفوظ رہیں گے۔ یہ قرآن پاک کی صداقت کی عظمت کی اور خوبی کی دلیل ہے اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ کہ کوئی بھی الہامی کتاب ایسی نہیں جو انسان کے ذہن میں بسائی جا سکے اتاری جا سکے آج ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں پادری آپ کو مل جائیں گے۔ فادر مل جائیں گے لیکن انجیل کھول کر نماز پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ یاد سے کسی کو پڑھنے کی توفیق نہیں۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں پنجوقتہ نمازوں میں ہر مسلمان قرآن پاک کے کچھ اجزا خود پڑھتا ہے۔ اور رمضان آتا ہے، قرآن پاک کی سالگرہ، اس میں مسلمان ایک ایک رات میں دو دو رات میں پورا قرآن پاک شبینہ میں ختم کرتے ہیں۔ اور تیس دنوں میں پندرہ بیس دنوں میں تو معمول ہی ہے۔ اس سیاہ کار گناہ گار نے مکہ مکرمہ میں ایک منحنی سے بوڑھے دبلے، پتلے بچارے کالے سے انسان کو دیکھا، میرے بڑے بھائی مولانا حبیب اللہ نے فرمایا کہ یہ شاہ سعود کے بچوں کے قرآن پاک کے استاد ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال بخشا ہے کہ قرآن پاک اس کو اس طرح فرفر یاد ہے کہ رمضان میں عشاء کی نماز کے بعد جو کھڑے ہوتے ہیں تو فجر کو

انوارِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

از: حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مد ظلہ العالی۔

۱۔ حضرت معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس انصاری

حلال و حرام کے علم میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ آنکھیں موٹی اور سرگیں تھیں۔ سامنے کے دانت نہایت چمکیلے تھے۔ حسنِ صورت اور حسنِ سیرت میں بہت بلند مقام تھا، بال نہایت گھنگھریالے، خوبصورت اور چمکیلے تھے۔ مدینہ عالیہ میں حسن اور عفت میں ان کی نظیر نہ تھی۔ جنگ بدر میں ان کی عمر اکیس برس کی تھی۔ تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ حد سے بڑھ کر سخی تھے۔ سخاوت میں اتنے بڑھے کہ قرض خواہوں نے بہت پریشان کیا۔ قرض خواہوں نے وصولیٔ قرض کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درخواست پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا سارا مال و متاع فروخت کرکے قرض خواہوں کا معاملہ صاف کیا۔ انتہائی غربت اور فقر کی حالت میں رہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ عالیہ میں اخوت کا رشتہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یا جعفر بن ابی طالب کے ساتھ قائم کیا۔ یمن کے صوبہ میں پانچ آدمی حاکم بنا کر بھیجے گئے (۱) حضرت خالد بن سعیدؓ صفا میں۔ (۲) مہاجر بن امیہؓ کندہ میں (۳) زیاد بن لبیدؓ حضرموت میں (۴) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ زبید اور زمعہ سواحل عدن میں۔ (۵) حضرت معاذ بن جبلؓ کو جند میں مقرر فرمایا ان چاروں کو حکم دیا کہ مالیہ وصول کرکے معاذؓ کو پیش کر دیا کریں۔

دستورِ اساسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا اور الوداع کرتے ہوئے مدینہ عالیہ سے کافی دور ساتھ چلتے رہے تو واپسی کے وقت دریافت فرمایا کہ مقدمات کے فیصلے کیسے کروگے؟

حضرت معاذؓ: "اللہ کی کتاب کی روشنی میں"

آنحضرتؐ: "اگر کتاب اللہ میں اس کا حل نہ ملے تو؟"

حضرت معاذؓ: "سنتِ رسول اللہ کی روشنی میں فیصلہ کروں گا"

آنحضرتؐ: "اگر تجھے سنتِ نبویؐ میں بھی فیصلہ نہ ملے؟"

حضرت معاذؓ: "پھر اجتہاد کروں گا"

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوشی سے ان کے سینے پر دستِ شفقت رکھا اور فرمایا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے فرستادہ کو اُس مسلک پر رہنے کی توفیق بخشی جس کو اللہ کا رسول پسند کرتا ہے اور اس مسلک سے راضی اور نہایت خوش ہے۔

حضرت خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا

اللہ تعالیٰ تجھے جنّ و انس کے شر سے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے تمام اطراف سے محفوظ فرمائیں اور ہر قسم کے شر اور فتنے تجھ سے دور رکھے۔ اے معاذ! مجھے تیرے ساتھ بڑی محبت ہے۔

تعلیم قرآن میں حضرت معاذؓ کا مقام

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) چار صحابیوں کا نام لے کر فرمایا کرتے تھے کہ ان سے قرآن مجید پڑھا کرو اُن چاروں میں ایک حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔

حضرت معاذؓ کا مستجاب الدعوات ہونا

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت سے آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اللہ تعالیٰ سے جو بھی طلب کرتے مل جاتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اب مدینہ کی عورتیں معاذؓ جیسا فرزند جننے سے عاجز ہو چکی ہیں۔

حضرت معاذؓ سے خصوصی رعایت

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یمن کی طرف روانگی کے موقع پر فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تجھے فقر و فاقہ نے گھیر رکھا ہے اور تو قرض کے اندر مبتلا رہا اگر کہیں سے بلا طلب تحفہ ملے تو قبول کر لینا۔ تو آپ جب یمن سے خلافتِ صدیقی کی ابتداء میں واپس آئے تو تیس اونٹ ساتھ لائے جو انہیں ہدیۃً مل چکے تھے۔

حضرت معاذؓ کے مشاغل

مقدمات کے فیصلوں کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم دیتے رہتے تھے اور دین کے مشاغل اور شریعت کے احکام سکھایا کرتے تھے اور معاش کے لئے تجارت کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا تھا۔

کمال زہد اور مخلصانہ ہمدردی کی بینظیر مثال

محبوب سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) جب یمن سے واپس تشریف لائے تو ان کے پاس تجارت اور تحائف کے ذریعہ کچھ مال جمع تھا۔ حضرت امیر عمرؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے درخواست کی کہ معاذؓ کو حکم دیجئے کہ بقدرِ ضرورت اپنے لئے مال رکھ لے اور باقی سب کچھ آپ اس سے لے کر بیت المال میں جمع کرا دیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غربت اور قرض کے لئے ہمدردانہ طور پر رعایت فرمائی تھی۔ اس لئے میں واپس نہیں لینا چاہتا۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے طلب کئے بغیر دے دیں تو پھر وصول کر لوں گا۔ حضرت امیر عمرؓ یہ جواب سن کر حضرت معاذؓ کے پاس پہنچے اور دربارِ خلافت کی ساری گفتگو بیان کر دی اور معاذؓ کو زائد مال بیت المال میں جمع کرانے کا مشورہ دیا۔ حضرت معاذؓ نے اسلام کی آزادیٔ رائے کے پیشِ نظر اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا۔

اور وجہ بیان فرمائی کہ مجھے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غربت و افلاس کے بوجھ سے سبکدوش ہونے کے لئے بھیج کر یہ خصوصی رعایت مرحمت فرمائی تھی۔ کچھ دن گذرنے کے بعد حضرت معاذ رضؓ حضرت عمر رضؓ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ میں آپ کا حکم مانتا ہوں اور اس حکم کی تعمیل کے لئے آیا ہوں اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے پانی میں ڈوب رہا ہوں۔ مجھے ڈوب مرنے کا خطرہ دامنگیر ہے۔ اتنے میں آپ نے مجھے ڈوبنے سے بچا لیا۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضؓ اور معاذ رضؓ دونوں صدیق اکبر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ ساری داستان کہہ سنائی۔ حضرت معاذ رضؓ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میں سب کچھ بیت المال میں داخل کردونگا اور کچھ بھی نہیں چھپاؤں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا کہ میں تجھ سے کچھ بھی نہیں لوں گا اور سب کچھ میں نے تجھے بخش دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضؓ نے فرمایا۔ اے معاذ رضؓ! اب تیرے لئے سب کچھ حلال ہے۔ حضرت معاذ رضؓ یہ سب کچھ لے کر صوبۂ شام میں چلے گئے۔

حضرت معاذ رضؓ کا مقام شہادت

آپ اُن ستر نفوسِ قدسیہ میں سے ہیں جو بیعت عقبۂ ثانیہ میں بیعت اسلام سے مشرف ہوئے۔ غزوۂ یرموک میں اپنے فرزند عبدالرحمٰن کو ساتھ لے کر شریک جہاد ہوئے۔

اُردن کے مضافات میں عمواس کی بستی میں ۱۸ھ میں ۳۸ برس کی عمر پا کر طاعون کے ذریعہ شہادت پائی۔
(الاستیعاب صـ۲۳۵ اصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۳ صـ۴۰۶)

نتائج و اسباق

۱۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ کے رویّہ سے معلوم ہوا کہ امیرالمومنین کو رعایا سے ہمدردانہ سلوک کرنا چاہئے۔

۲۔ حضرت عمر رضؓ کے طریق کار سے معلوم ہوا کہ مشورہ کو زور و قوت سے منوا کر آزادئ رائے کو ختم نہ کیا جائے۔

۳۔ حضرت معاذ رضؓ کے ایثار اور قربانی سے معلوم ہوا کہ حق و صداقت کو قبول کرنے کے لئے مسلمان کو ہر وقت آمادہ رہنا چاہئے۔

۴۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اجتہاد کو اسلام کے دستور اساسی میں داخل فرمایا۔ مجتہد کو دعائیں دیں اور کمال مسرت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ مجتہدین کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

۵۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص اجتہاد کا اہل نہیں ہوتا۔ اور مادر پدر آزادی کی اسلام میں گنجائش نہیں بلکہ مجتہد کے لئے بالغ النظر اور وسیع العلم ہونا ضروری ہے تاکہ احکام حوادث کو کتاب و سنت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں حل کر سکے۔

۶۔ جب ہر شخص اجتہاد کا اہل نہیں تو ضروری ہوا کہ غیر مجتہد مسائل اجتہادیہ میں مجتہد کی تقلید کر کے حق پہ ثابت قدم رہے۔

۷۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا سے معلوم ہوا کہ ماہرین شریعت یعنی مجتہدین کی تقلید سے گریز کرنا تمام اطراف سے شر اور فتن کے دروازے کھولنے کے مترادف ہے اور ہمارے مشاہدے نے ثابت کر دیا کہ دین کی تحریف کا سبب انکارِ حدیث اور ترکِ تقلید ہے۔

۲۔ حضرت حلاج عامری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ پچاس برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے عمر بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ گویا ستّر برس کی طویل مدت ارادۃً انتہائی مجاہدہ میں گذاری۔ صحابۂ کرام رضؓ کے صبر و استقلال کا یہ عالم تھا کہ وہ خورد و نوش میں بھی زہد و مجاہدہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے۔ (استیعاب صـ۳۱۲)

۳۔ حضرت ابوطلحہ رضؓ

سخاوت کا نادر نمونہ

اسلام قبول کرنے سے پہلے انہوں نے اپنے اوپر شراب کو حرام کر رکھا تھا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ بے حد سخی تھے۔ دودھ دینے والی اونٹنیاں ہر سال ایک سو کی تعداد میں غرباء میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ بہت بڑے عقلمند، حلیم اور بردبار تھے، اپنی قوم کے مقتدار تھے۔

تحمّل و بردباری کی بے نظیر مثال

حضرت قیس بن عاصم ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے سامنے ایک مقتول اور اس کے قاتل کو قیدی کی شکل میں پیش کیا گیا۔ اور اسے کہا گیا کہ قاتل تیرا بھتیجا اور مقتول تیرا بیٹا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھتیجے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور چار باتیں کہیں (۱) تُو نے بہت بُرا کیا (۲) گناہ کر کے تُو نے اپنے رب کو ناراض کیا (۳) تُو نے قطع رحمی کی (۴) تُو نے اپنے تیر کو اپنی جان پر چلایا۔

پھر اپنے دوسرے بیٹے سے فرمایا۔ (۱) اے میرے بیٹے! اپنے بھائی کو دفن کر دے (۲) اپنے بھائی (چچازاد) کی قید و بند کھول دے (۳) اور اپنی اونٹنیوں میں سے ایک سو اونٹنی مقتول کی والدہ (میری بیوی) کو دے دو۔
(اصابہ صـ۲۴۲)

عبادتِ الٰہی کا ذوق و شوق

حضرت کہمس بن معاویہ بن ابی ربیعہ بصری ہلالی مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زیارت کر کے دین سیکھنے کے بعد چلے گئے۔ پورا ایک برس غیر حاضر رہنے کے بعد پھر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے۔

فرماتے ہیں میرا جسم بہت نڈھال اور بے حد کمزور ہو چکا تھا اور آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپؐ نے مجھے نہیں پہچانا؟ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ "تُو کون ہے؟"

"میں کہمس ہلالی ہوں۔ ایک برس ہوا میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تیرا یہ حال کیسے ہوا؟" کہمس نے عرض کیا۔ حضورؐ! ایک برس ہوا کہ نہ تو میں رات کو سویا، اور نہ دن کو افطار کیا۔ آنحضرت

بحث ومذاکرہ

قسط (۲)

مسئلۂ ملکیّتِ زمین کا اسلامی تجزیہ

کیا کمیونزم اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟

تحریر: جناب محمّد مسعود صاحب

پاکستان میں ان دنوں مسئلہ ملکیت زمین اور تحدید ملکیت کے عنوان پر زبردست بحث ہو رہی ہے۔ اسلام اس سلسلہ میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے۔ "خدام الدین کے گزشتہ چند شماروں میں تحدید ملکیت کے عنوان سے معلوماتی مضمون شائع کیا جا چکا ہے۔ یہ مضمون جس کا تعارفی پس منظر گزشتہ شمارہ میں پیش کیا جا چکا ہے۔ جناب محمد مسعود صاحب سی۔ ایس۔ پی کا وہ مقالہ ہے جو آپ نے راولپنڈی میں منعقدہ دنیائے اسلام کے علماء کرام کی مجلس مذاکرہ میں پڑھا۔ اس مضمون کے مندرجات سے اگر کسی کو اختلاف ہو تو خدام الدین کے صفحات حاضر ہیں۔

(ادارہ)

یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں کالج میں بی اے کا طالب علم تھا ایک روز مجھے ایک پمفلٹ ملا جس میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک آزاد وطن کے قیام کا نظریہ پیش کیا گیا تھا۔ یہ پمفلٹ چوہدری رحمت علی نے لکھا تھا اور اس پر مجوزہ ملک کے علاقوں کو ہرے رنگ میں دکھایا گیا تھا۔ مصنف نے اس ملک کا نام پاکستان تجویز کیا تھا مجھے یہ نام بہت پسند آیا کیونکہ یہ میرے اپنے اور چند دوستوں کے تصوّرات کے عین مطابق تھا۔ ہم خود ایک عرصے سے ان ہی خطوط پر سوچتے رہتے تھے۔ اس کے بعد سے ہم ایک دوسرے کو پاکستانی کہہ کر پکارنے لگے۔ پھر چوہدری رحمت علی کے کچھ اور مضامین بھی ہماری نظر سے گزرے ہمیں پاکستان کا تصور بہت عزیز تھا۔ اور ہم اکثر اس موضوع پر تبادلۂ خیال کرتے رہتے تھے۔ ۱۹۳۹ء میں جب میں انڈین سول سروس کی تربیت کے لئے انگلستان روانہ ہؤا تو پاکستان کا تصور میرے ذہن میں اسی طرح رچ بس گیا تھا کہ جہاز میں ایک یورپی خاتون نے میرے وطن کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے بتایا کہ میرا وطن پاکستان ہے۔ یہ خاتون میرے جواب پر بہت حیران ہوئی اور کہنے لگی کہ اس نام کا تو ملک دنیا کے نقشے میں موجود نہیں ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ کچھ دن انتظار کیجئے، بہت جلد یہ ملک وجود میں آجائے گا۔

میں انگلستان میں قیام کے دوران اپنے انگریز دوستوں سے پاکستان کے بارے میں اکثر بات چیت کیا کرتا تھا۔ اور میرے جوش کا یہ عالم تھا کہ میں نے ایک سائیکل پر اس سلسلے میں جنوبی انگلستان کا سفر کیا۔ ۱۲ روز کے اندر میں نے سات سو میل کا فاصلہ طے کیا اس سفر کے دوران متعدد دیہات، قصبات، اور تاریخی مقامات پر گیا اور ہر جگہ جہاں کہیں بھی سیاحوں کی کتاب میں اپنے تاثرات درج کرتا۔ اپنے ملک کا نام پاکستان لکھ دیا کرتا تھا۔ ۱۹۴۰ء میں جب وطن واپس آیا تو یہ دیکھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی کہ یہاں پاکستان کے بارے میں لوگوں میں بڑا جوش وخروش ہے اور جب آل انڈیا مسلم لیگ نے پاکستان کے قیام کو اپنا مقصد قرار دے لیا تو ہمیں یقین ہو گیا اب ہماری منزل بہت جلد حاصل ہوگی اور وہ دن دور نہیں جب ہم ایک آزاد وطن میں سانس لے رہے ہوں گے اور اپنی زندگی اپنی تہذیبی روایات اور اسلام کے اصول انصاف و مساوات کے مطابق گزار سکیں گے۔ بالآخر پاکستان قائم ہؤا لیکن اس کے لئے ہمیں زبردست قربانیاں دینی پڑیں۔ خون کے دریا کو پار کر کے ہم نے پاکستان حاصل کیا اور قیام پاکستان کے فوراً بعد اس نئی مملکت کو مہاجرین کے ایک سیلاب کا سامنا کرنا پڑا میں اپنی سرکاری حیثیت میں مہاجرین کے مسئلے سے متعلق تھا اس لئے مجھے ان مہاجروں کی حالت زار ابھی تک یاد ہے۔ میں بے کس مہاجرین کے ان قافلوں کو نہیں بھول سکتا جو بے چارگی اور کس مپرسی کے عالم میں لاہور کے گلی کوچوں میں پڑے تھے۔

مہاجرین کی بے کسی اور مظلومی کے بعد انسانوں پر انسانوں کے مظالم کا دوسرا مشاہدہ مجھے سابق صوبہ سندھ میں ملازمت کے دوران ہؤا جہاں میں نے دیکھا کہ غریب کسانوں اور ہاریوں کو زمیندار طبقہ کس غیر انسانی طریقے پر لوٹ کھسوٹ رہا ہے۔ ہاریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی کوئی چیز محفوظ نہ تھی۔ وہ زمینداروں کے رحم و کرم پر زندگی بسر کر رہے تھے اور ان زمینداروں کے اختیارات ٹھاٹ باٹھ کی کوئی حد نہ تھی۔ مروت رواداری اور انصاف کے تقاضوں سے انہیں دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ وہ ہاری عورتوں کی بے حرمتی کرتے۔ اگر ان کے عزائم کی راہ میں کوئی مزاحم ہونے کی کوشش کرتا تو اسے ہولناک انجام کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ میں نے اس ظلم وستم کے خلاف جد وجہد کا عزم کیا اور ہاری کمیٹی کی رپورٹ میں اپنے اختلافی نوٹ کے ذریعے زمینداروں کے ان مظالم اور غریب ہاریوں کے اس شرمناک استحصال کو بے نقاب کیا۔ سندھ میں ہاریوں کی یہ حالت اپنی جگہ کوئی انوکھی چیز نہ تھی۔ دنیا بھر میں متعدد مقامات میں ایسے حالات موجود تھے اور خود مسلمانوں کی تاریخ ایسے حالات سے بھری پڑی تھی۔ بد قسمتی سے کئی صدیوں سے مسلمان نام نہاد علماء کی حمایت کے ذریعے مسلمانوں کے استحصال میں مصروف تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہم نے اسلام کی انقلابی رُوح کو فراموش کر دیا۔ اور ہمارے علماء مفاد پرست عناصر کے آلہ کار بن گئے۔ ان حالات میں وقت کی اہم ضرورت یہ تھی کہ اسلام کے اصل نظریات کا نئے سرے سے تشخص کیا جائے۔ میں نے بھی اس موضوع پر تحقیق کی اور قوم کو اپنی کاوش کے نتائج سے آگاہ کیا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ علماء اس معاملے میں مفاد پرستوں کے ساتھ تھے اور یہ صورتِ حال آج بھی عالم اسلام میں کئی مقامات پر موجود ہے۔

قرآن کا قانون ملکیت زمین چند مستثنیات کو چھوڑ کر قطعی طور پر زمین پر کاشت کار کی ملکیت کے اصول پر مبنی ہے۔ مسلمانوں نے اپنی پوری تاریخ میں اس سلسلے میں قرآن کے اصولوں پر عمل نہیں

کیا ۔ سرمایہ دار طبقے نے قرآن کے اصولوں کی جان بوجھ کر ایسی تشریح کی جو اُن کے مفادات کے مطابق تھی اور ان کی اس لوٹ کھسوٹ میں حاصل نہ ہو سکتی تھی ۔ جو پیغمبر اسلام کے وصال کے فوراً بعد شروع ہو گئی تھی ۔ اسلام کے نام پر کاشت کاروں کا یہ استحصال صدیوں تک جاری رہا یہ صورتحال یہاں تک پہنچی کہ اسلام کے مخالفین نے اسلام ہی کو استحصال کا ذریعہ قرار دیا اور وہ مسلمانوں سے پوچھنے لگے کہ آپ کا خدا ، آپ کا رسولؐ اور قرآن برحق ، آپ کی مساجد بھی موجود ہیں اور مولوی بھی ۔ مگر یہ بتایئے کہ اسلام نے بھوک اور افلاس کے مسئلے کو حل کرنے میں آپ کی کیا مدد کی ہے ؟ اس نے آدمی کی عزت اور وقار کے تحفظ کا کیا راستہ دکھایا ہے ۔ اسلام کے معترضین نے کہنا شروع کر دیا ہے ۔ کہ اسلام کا اخوت اور مساوات کا تصور محض فریب ہے ۔ جس کا مقصد آپ کو استحصال پسندوں کا غلام بنائے رکھنے میں مدد دینا ہے ۔ انہوں نے اس سلسلہ میں طرح طرح کی ناانصافیوں کا حوالہ دیا ۔ اس تنقید سے لوگوں کا ایمان متزلزل ہونے لگا اور انہوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ آیا اسلام ہمارے بھوک اور افلاس کے مسئلے کو حل کرنے کے قابل ہے یا نہیں ۔

آج دنیا میں ہر جگہ مذاہب کو انہیں اقتصادی اور سماجی مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ اور یہ صورت حال اسلام کے ماننے والوں کو بھی درپیش ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہمارے تمام اقتصادی مسائل کا حل پیش کرتا ہے ۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کے مفاد پرست عناصر اسلام کے صحیح اصولوں کو روبہ عمل نہیں آنے دیتے ۔ مسلمانوں کا پڑھا لکھا اور دانش مند طبقہ محسوس کرتا ہے ۔ کہ اگر بھوک اور افلاس کے سنگین مسئلے کا حل تلاش نہ کیا جا سکا تو خدانخواستہ اسلام کا بھی وہی حشر ہوگا جو اُن مذاہب کا ہوا جو انقلاب سے پہلے روس اور چین میں بڑے عروج پر تھے ۔ اگر ہم نے اپنے اقتصادی مسائل کے اسلامی حل کو نافذ نہ کیا اور خاص طور پر ملکیت زمین کے معاملے میں اسلامی اصولوں کو اختیار نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ ہماری مسلم مملکت کا وجود ختم ہو جائے گا ۔ بلکہ خود اسلام کا وجود بھی خطرے میں پڑ جائے گا ۔

قرآن زمینداری سسٹم کا حامی نہیں ہے ۔ کیونکہ اس معاملے میں قرآن کا قانون کاشت کاروں میں زمین کی مساوی تقسیم پر مبنی ہے ۔ قرآن زمین پر شخصی ملکیت تسلیم نہیں کرتا ۔ کیونکہ قرآن کی رُو سے زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اس کے واسطے سے مملکت کے تصرف میں ہے قرآن کی آیات سے یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو رزق فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے ۔ قرآن کی رُو سے زمین کو انسانوں میں اس طرح تقسیم ہونا چاہیئے کہ اس سے تمام انسانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اس لئے زمین کی ایسی ملکیت جو چند افراد میں محدود ہو ، قرآنی اصولوں کے منافی ہے ۔ کوئی شخص زمین پر قطعی حق ملکیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا ، اور نہ ہی اسے پٹے پر دے سکتا ہے ۔ قرآن ہمیں زمین کو اپنا رزق حاصل کرنے کے لئے استعمال کا حق دیتا ہے ۔ اس لئے جو شخص بھی زمین کو اپنی محنت سے زیر کاشت لاتا ہے وہ اس وقت تک اس کا مالک ہے ، جب تک وہ اس پر کاشت کرتا ہے ۔ قرآن کا ارشاد اس معاملے میں بالکل واضح ہے کہ مملکت کے ٹیکس ادا کرنے کے بعد جو کچھ مرد و زن محنت کرکے حاصل کریں وہ ان کا ہے ۔

اسلام کی رو سے اکتساب ملکیت کی بنیاد ہے اور اس اصول کا اطلاق زمین پر بھی ہوتا ہے ۔ ایک شخص اتنی ہی زمین کا مالک ہو سکتا ہے جتنی وہ خود کاشت کر سکے ۔ یہ زمین وراثت میں منتقل ہو سکے گی ۔ لیکن اس شرط پر کہ وارث اُسے خود کاشت کرے ۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے رزق کے وسائل اس طرح فراہم کئے ہیں کہ ہر شخص اپنی محنت سے اپنا حصہ حاصل کرے ۔ اور خدا کا قانون ہی یہ ہے کہ انسان کے لئے اس سے زائد کچھ نہیں ہے ۔ جس کے لئے وہ سعی کرے ۔ لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۔ جس طرح انسانوں کے درمیان جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں میں فرق ہے اس طرح اُن کی اکتساب کی استعداد بھی مختلف ہے یہ خدا نے ہمیں ایک دوسرے سے ممیز کیا ہے ۔ رزق حاصل کرنے کی صلاحیت کے اعتبار سے بلا شبہ کچھ لوگ دوسروں سے زیادہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا ، کہ وہ لوگ جنہیں زیادہ مل جائے (اپنی فاضل آمدنی) انہیں دے دیں جو ان پر انحصار کرتے ہیں ، حالانکہ ان سب کا برابر کا حصہ ہے تو کیا ایسے لوگ ناشکر گزار نہیں ہیں ۔"

صاف ظاہر ہے کہ قرآن اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اکتساب میں سب انسان یکساں نہیں ہیں ۔ اس لئے کچھ کے پاس زیادہ وسائل ہو سکتے ہیں اور کچھ کے پاس کم ۔ لیکن قرآن ایسی صورت کو تسلیم نہیں کرتا ۔ کچھ کے پاس بے پناہ دولت ہو اور کچھ ایسے ہوں جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو ۔ قرآن ہر شخص کو اللہ کی زمین پر اللہ کے پیدا کردہ وسائل میں سے ضروریات زندگی کے حصول کا حق دیتا ہے خواہ وہ توانا ہو یا کمزور بیمار ہو یا صحت مند ، غریب ہو یا امیر جب تک وہ زندہ ہے اسے خدا کے پیدا کردہ وسائل میں سے اپنا حصہ حاصل کرنے کا حق حاصل ہے ۔

قرآن کی رو سے خدا کی زمین پر میسّر تمام وسائل رزق سب انسانوں کی مشترکہ املاک ہیں اگر کچھ لوگ اپنی ضروریات سے زیادہ حاصل کر لیں تو یہ فاضل حصہ ان کے پاس ان لوگوں کے لئے ایک امانت ہے ۔ جو اپنی کمزوری یا معذوری کی وجہ سے کچھ حاصل نہ کر سکیں ۔ قرآن کے اس اصول کی بنیاد اس بات پر ہے کہ تمام انسان ایک برادری ہیں جس کے ہر فرد پر ایک دوسرے کی فلاح کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرتے ہیں اور اپنی استعداد کے مطابق کم یا زیادہ کماتے ہیں اور اگرچہ زیادہ کمانے والے اپنا حاصل کردہ سرمایہ دوسروں کے حوالے نہیں کرتے لیکن وہ دوسروں کی ضروریات سے اتنے بے خبر بھی نہیں ہو سکتے کہ وہ بھوکے ہو جائیں ۔ اگرچہ اس برادری کے افراد کا اپنی کمائی ہوئی چیزوں پر حق ہے ، لیکن ان پر یہ فرض ہے کہ وہ خدا کی زمین سے حاصل ہونے والے وسائل کو آپس میں اس طرح تقسیم کریں کہ ہر شخص کو کم از کم بنیادی ضروریات زندگی ضرور حاصل ہو جائیں ۔

(باقی آئندہ)

●

(مولانا) مجاہد الحسینی
ایڈیٹر خدام الدین لاہور

وہ کس کو قتل کرانا چاہتے ہیں؟

پاکستان کے علماء کرام ہوشیار رہیں!

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ممتاز رہنما مولانا غلام غوث ہزاروی پر گذشتہ دنوں چند افراد نے حویلیاں میں ریوالور سے قاتلانہ حملہ کیا۔ حملہ آوروں نے دو فائر کئے جس سے مولانا غلام غوث ہزاروی اور آپکے چند ساتھی زخمی ہو گئے —— حملہ آور راولپنڈی سے مولانا کے تعاقب میں تھے۔ انہیں موقع پر ہی گرفتار کر لیا گیا —— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حملہ آور راولپنڈی کی جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں —— اس حملہ میں خدا کے فضل و کرم سے مولانا غلام غوث ہزاروی اور آپکے رفقاء کی جان بچ گئی۔

اس حملہ کا پس منظر کیا ہے؟ اور قاتلانہ حملہ کے اصل محرکات کیا ہیں؟ اس کا فیصلہ تو عدالت میں ہوگا —!

لیکن —— اس سلسلہ میں خدام الدین کے مدیر اعلیٰ کا ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان کے تحت ہفت روزہ "توجمانِ اسلام" مورخہ ۶ر فروری ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا تھا جس کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے حملہ کے محرکات معلوم کرنے کی کوشش فرمائیے۔ (ادارہ)

لاہور کے ایک ہفت روزہ نے "وہ مولانا مودودی کو قتل کرانا چاہتے ہیں" کے زیر عنوان اپنے ادارتی نوٹ میں لکھا ہے :-

"ہمیں وہ دن بھی یاد ہیں جب مولانا مودودی کو ایوب خاں کے عہد میں قتل کرنے کی سازش کی گئی۔ اس مقصد کے لئے لاہور کے غنڈوں سے استفادہ کیا گیا ہم نے مولانا کو ہفتہ قبل مطلع کیا، اپنے اخبار میں لکھا جماعت اسلامی کی کانفرنس میں ہنگامہ ہو کے رہا۔ ایک آدمی شہید ہو گیا۔ قاتلوں سے اغماض کیا گیا لیکن خدا نے اس سازش کے منتظمین کو ایسی عبرت ناک سزا دی کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔

اب ہم اس حقیقت کو منکشف کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں کہ اس ملک کے سرخوں نے مولانا مودودی کو قتل کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مولانا غلام غوث جس شدت سے مولانا مودودی کے خلاف صحابہؓ کی توہین، اہلبیت کی ہتک اور امہات المومنین کی اہانت کا بے سروپا الزام لگاتے ہیں اس سے کوئی منچلا برافروختہ ہو کر مولانا کا کام تمام کر دے تو وہ اس جرم سے بچے رہیں۔ حتیٰ کہ الزام سے سرخرو ہوں۔ اور اگر مولانا غلام غوث کی تقریروں سے کسی خنجر کو حرکت نہ ہو تو سرخے بجائے خود یہ تہیہ کئے بیٹھے ہیں۔"

ہمیں یقین ہے کہ یہ ناپاک لوگ اپنے مشن میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے اور اگر خدانخواستہ کسی بدبخت کو اس کی جرأت ہوئی تو پھر سرخوں کو کان کے پردے کھول کر سن لینا چاہئے کہ مولانا مودودی کا لہو ان سب کی موت کا نوشتہ ہوگا اور ہم ان کے وجود کو اس طرح مٹا دیں گے جس طرح حشرات الارض کو کچل دیا جاتا ہے۔

(چٹان ۲۶ر جنوری ۱۹۷۰ء)

اس ہفت روزہ کے مدیر باتدبیر نے جو خطرناک بات کہی اور جو سنگین الزام عائد کیا ہے وہ پاکستان کے علماء کرام کے لئے ہی نہیں، موجودہ حکومت کے لئے بھی ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، ایک انتہائی خطرناک اور سنگین الزام کے بعد حکومت کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ملک کے ایک سربراہِ جماعت کو مبینہ قاتلانہ حملہ سے بچانے کے لئے ان لوگوں کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ درج کرے اور عدالتی سطح پر وہ اسباب و محرکات معلوم کرے جو ایک شخصیت کے قتل کا موجب بننے والے ہیں۔ اور ایڈیٹر چٹان سمیت ان سب افراد کو شامل تفتیش کرے چٹان میں جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اور اگر یہ الزام محض "شوخیٔ تحریر" کا کرشمہ اور "لاابالی پن" کا مظاہرہ ثابت ہو تو اس قسم کے سنگین الزام عائد کرنے والے شخص کا کوئی علاج کرنا چاہئے تاکہ آئندہ سنسنی خیز انکشاف کا عنوان دے کر کسی کو ملک کی فضا مزید مسموم کرنے اور سیاسی و ملی رہنماؤں میں خوف و ہراس پیدا کرنے کی جسارت نہ ہو سکے۔

جہاں تک مولانا غلام غوث کی طرف سے مودودی صاحب کے خلاف صحابہؓ کی توہین، اہلبیتؓ کی ہتک اور امہات المومنینؓ کی اہانت کے الزام کی حقیقت یا اس کے بے سروپا ہونے کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں معاصر مذکور کے مدیر محترم ہی فرمائیں کہ گذشتہ برسوں میں وہ اپنے مؤقر جریدہ چٹان ہی میں جو کچھ تحریر فرماتے رہے ہیں اور مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے عقائد و نظریات کے خلاف جو بھرپور تنقید کرتے رہے ہیں اس کی حیثیت کیا ہے؟ معاصر موصوف سے ان دنوں غلطی سرزد ہوئی تھی یا ان دنوں جو مؤقف اختیار فرما رکھا ہے صحیح نہیں ہے؟

اور اگر مولانا غلام غوث ہزاروی کی طرف سے مودودی صاحب کے عقائد و نظریات اور ان کی جماعت کی غیر اسلامی روش کے خلاف تنقید بے سروپا ہے، تو معاصر چٹان کا ان بزرگوں کی بابت کیا خیال ہے جو ایک عرصہ سے مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے نظریات کو اسلام کے سراسر خلاف بتاتے رہے ہیں اور ان کے خلاف تحریری معرکہ آرائی بھی رہی ہے۔

قیام پاکستان سے ایک مدت پہلے جب مودودی صاحب نے اپنی جماعت کا دستور اساسی شائع کیا تھا تو شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ نے اس کے مندرجات پر تنقید کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں مودودی صاحب کے نظریات سراسر غیر اسلامی ہیں اور وہ صحابہؓ کو معیارِ حق نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ ان دنوں مودودی صاحب فکری اعتبار سے ابھی کھل کر سامنے نہیں آتے تھے اور "خلافت و ملوکیّت" کا مسودہ ابھی ان کے نہاں خانۂ فکر و دماغ ہی میں تھا۔

پھر عقائد و نظریات کی بنار پر صرف مولانا مدنیؒ ہی مودودی صاحب کے مخالف نہیں ہیں بلکہ پاک و ہند کے تمام بڑے بڑے علمار کرام اور مذہبی رہنماؤں کی ایک بڑی تعداد نے مودودی صاحب کو گمراہ اور ان کے معتقدات کو خلافِ اسلام قرار دیا ہے۔

ان حضرات میں سے مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، سید سلیمان ندویؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد یوسفؒ امیر تبلیغی جماعت، مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ، امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ، مولانا احمد علیؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا مفتی محمد حسنؒ امرتسری، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ، مولانا عبدالحامد بدایونی، علامہ قاری محمد طیّب مہتمم دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری اور جماعت اسلامی کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہنے والے حضرات میں سے مولانا محمد منظور نعمانی ایڈیٹر الفرقان لکھنؤ، مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رکن رابطہ عالم اسلامی ومہتمم ندوۃ العلمار لکھنؤ، مولانا امین احسن اصلاحی ایڈیٹر ماہنامہ میثاق و سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان، مولانا شیخ سلطان محمد صاحب، مولانا عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر "المنبر"۔ مولانا عبدالجبار غازی سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرکزی جمعیۃ علمار اسلام، مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا ظفر احمد عثمانی مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مہتمم مدرسہ خیرالمدارس ملتان، مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی اور دوسرے حضرات کے اسمار گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

اہانت انبیار و صحابہ کرامؓ کا الزام

معاصر چٹان نے اپنے ادارتی نوٹ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ کئی اعتبار سے خصوصی توجہ اور فکر و نظر کے لائق ہے۔

اوّلاً۔ یہ کہ مودودی صاحب پر انبیار علیہم السلام، صحابۂ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ کی توہین کا جو الزام عائد کیا جاتا ہے کیا واقعتہً بے سروپا ہے؟ اور مودودی صاحب کی تحریرات میں ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جس کی بنار پر ان کی مخالفت اور تعاقب میں شدّت اختیار کی جا رہی ہے۔

ثانیاً۔ یہ کہ اگر مودودی صاحب کی تصنیفات علمار کرام کی تنقیدات اور ہفت روزہ چٹان کی تحریرات سے یہ ثابت ہو جائے کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت فکری و نظری اعتبار سے صحیح اسلامی معتقدات کی پیروکار نہیں ہے اور ان کی فکری لغزشیں، نظریاتی کوتاہیاں اور عقاید کی گمراہیاں اہل اسلام کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں تو اس الزام کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے کہ مودودی صاحب کے خلاف محاذ آرائی سرخوں کے اشارۂ ابرو پر ہو رہی ہے۔

ثالثاً۔ یہ کہ مدیر چٹان مودودیت کی حمایت کے پردہ میں کہیں مستقلاً یہ تاثر تو قائم نہیں کر دینا چاہتے کہ انبیارؑ و صحابہؓ کی اہانت و گستاخی کا سنگین الزام اپنا کوئی پس منظر رکھا کرتا ہے اور وہ اس طرح ختم نبوّت کے منکروں اور صحابہ کرامؓ کی شان میں سبّ و شتم کرنے والوں کا جرم ہلکا کر کے ان کی فضا ہموار کرنا چاہتے ہوں۔

رابعًا۔ یہ کہ مولانا غلام غوث اور اکابرین جمعیۃ علمار اسلام کو قتل کرانے کی کوئی سازش تو نہیں تیار نہیں کی گئی؟ کہ مودودی صاحب کو قتل کرانے کا ہوّا کھڑا کر کے درحقیقت کوئی اور گُل کھلانے کا منصوبہ تو نہیں بنایا گیا؟

(ترجمانِ اسلام ۶ رفروری ۱۹۷۰ء)

بقیہ: انوارِ صحابہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ کہ تجھے کس نے یہ حکم دیا کہ اپنی جان کو اس عذاب میں پھنسا دے اچھی طرح سن لے مہینہ میں صرف ایک دن روزہ رکھا کرو۔

کہمس نے کہا۔ میرے اندر بڑی قوت ہے حضورؐ! کچھ زیادہ کرو۔ فرمایا۔ اچھا مہینے میں دو روزے رکھا کرو۔ کہمس نے کہا۔ حضور! میرے اندر بہت قوت ہے کچھ اور زیادہ کرو۔ فرمایا۔ اچھا ہر مہینے میں صرف روزے ہی رکھا کرو آپ کو مہینہ بھر روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا۔

(الاستیعاب صد۳۲) (باقی آئندہ)

*

حکمۃ اللہ البالغۃ

یعنی ـــ اردو ـــ ترجمہ

حجۃ اللہ البالغۃ

شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی ـــــ محمد مقبول عالم بی، اے

قرآن کریم ایک انقلابی کتاب ہے اور اس کی بنیاد حکمت پر ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی حکمت ہی کو اپنے ارشاداتِ عالیہ اور اسوۂ حسنہ سے واضح فرمایا۔ اور اس پر عالمگیر اسلامی انقلاب کی بنیاد رکھی۔ اب یہی حکمت قیامت تک مختلف ادوار میں ہر ارتجاع کے بعد انقلاب کے لئے نوعِ انسانی کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

ہمارا دَور جو اٹھارھویں صدی عیسوی سے شروع ہوا، علم و حکمت، سائنس اور ٹیکنالوجی کا دَور ہے۔ اس دور نے بے شمار نئے مسائل پیدا کر دئے ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے اور اس دَور میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے ضرورت تھی کہ حکمت اسلامیہ کا کوئی ماہر ہماری رہنمائی کرتا۔ چنانچہ یہ کام اللہ تعالےٰ نے اس دَور کے قائد اور امام حجۃ الاسلام، حکیم الامت امام ولی اللہ دہلویؒ (۱۷۰۳ء ـــ ۱۷۶۲ء) سے لیا جنہیں اس دور کے شروع میں پیدا کیا آپ نے "علمِ اسرار دین" کے نام سے حکمت اسلامیہ کا تعارف کرایا اور اسے اپنی بے نظیر تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" کا موضوع بنایا۔ جس میں عمرانیات، معاشیات، سیاسیات، اخلاقیات وغیرہ سب پہلوؤں پر اجتماعیت اور انقلاب کے نقطہ نگاہ سے بحث کی اور دَورِ حاضر کے لئے نئے افکار کی بنیاد رکھی اور ایک جامع انقلابی فلسفہ مدوّن فرمایا جسے سرمایہ داری، اشتراکیت اور اشتمالیت کے مقابلے میں غلبہ قرآن کے لئے کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے ـــــ یہ "فلسفہ ولی اللّٰہی" آج اس دور میں اسلام کی انقلابیت اور اس کے غلبے کی اساس بن سکتا ہے۔

اس عظیم الشان کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا جا رہا ہے جو شیخ بشیر احمد بی،اے لودیانوی جنرل سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور اور راقم الحروف کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے اور اسے حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ' کی تصدیق حاصل ہے۔ اس ترجمہ کو "خدام الدین" کے ذریعے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا رہے گا۔ قارئین کرام اس کا گہرا مطالعہ کریں اور اس کے متعلق اپنی قیمتی آراء سے راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ کتابی صورت میں شائع کرنے سے پہلے ان پر غور کر لیا جائے۔

(محمد مقبول عالم بی اے (جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان) ناظم مکتبہ خدام الدین' اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

بعثتِ انبیاء سب تعریف اللہ تعالےٰ ہی کو زیبا ہے، جس نے (تمام) انسانوں کو فطرتِ اسلام اور ہدایت پر پیدا کیا اور اُن کی جبلّت ملّتِ حنیفیہ پر ڈھالی جو نہایت آسان، سہل اور روشن ہے۔ پھر جب ان پر جہالت چھا گئی اور وہ گہری سے گہری پستی میں گر گئے اور انہیں بدبختی نے آ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم اور لطف و کرم فرمایا۔ اور ان کی طرف اپنے نبی بھیجے، تاکہ اُن کے ذریعے سے لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور تنگ گھاٹیوں سے کھلی فضا میں نکال کر لائیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت کو ان کی اطاعت کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ یہ اُن کے لئے کس قدر فخر اور برتری کا مقام ہے۔

ورثاء انبیاء پھر اُن کے پیروؤں میں سے جسے چاہا انبیاء کرام کے علوم و معارف کا حامل بننے اور ان کے شرائع و احکام کے اسرار سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی چنانچہ یہ لوگ انعام الہٰی سے اُن کے اسرار کو جمع کرنے والے اور ان کے انوار کو حاصل کرنے والے ہو گئے۔ ان کی یہ بزرگی تمہارے سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ ان میں سے ایک ایک آدمی کو ہزار ہزار عابد سے بہتر قرار دیا۔ اور وہ عالم ملکوت میں عظماء (بڑے آدمی) کہلاتے۔ اب ان کی حیثیت ایسی ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق، یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی ان کے لئے دعائیں مانگتی ہیں۔

درود وسلام اے اللہ! جب تک زمین و آسمان قائم ہیں، ان انبیاء کرام اور ان کے وارثوں پر اپنی رحمت نازل فرماتا رہ اور ان میں سے سیّدنا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کی واضح اور روشن آیات سے تاکید کی گئی ہے، بہترین رحمتوں، بلند ترین سلامتیوں اور اعلیٰ ترین مقبولیت سے مختص فرما۔ اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اپنی خوشنودی کی بارشیں برسا، اور انہیں بہترین جزا عطا فرما۔

علمِ حدیث کا مقام امّا بعد، اللہ کریم کی رحمت کا محتاج بندہ احمد جو ولی اللہ بن عبدالرحیم کے نام سے مشہور ہے اللہ تعالےٰ ان دونوں کے ساتھ اپنے فضلِ عظیم سے معاملہ کرے اور ان کا آخری ٹھکانا ہمیشہ رہنے والی جنت کو بنائے عرض پرداز ہے کہ تمام یقینی علوم میں سے نفیس ترین علم اور ان کا منبع اور تمام دینی فنون کی

بنیاد اور ان کی اساس علم حدیث ہے، جس میں ہر وہ چیز بیان کی جاتی ہے جو افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین، سے قولی، فعلی یا تقریری کی شکل میں صادر ہوئی (قول سے مراد ہے جو آپؐ نے ارشاد فرمایا، فعل سے مراد ہے جو کام آپؐ نے خود کر کے دکھایا اور تقریر سے مراد ہے جو کام کسی نے کیا یا بات کہی اور آپؐ نے سکوت فرمایا گویا اس کی تصدیق کر دی) یہ احادیث تاریکی میں چراغ اور ہدایت کی راہ کے سنگ ہائے میل ہیں اور چودھویں کے چاند کی مانند ہیں۔ جس نے ان کی پیروی اور حفاظت کی۔ وہ سیدھے رستے پر رہا اور اس نے ہدایت پا لی اور اسے گویا خیر کثیر (بہت بڑی بھلائی) مل گئی۔ جس نے ان سے منہ موڑا اور انہیں پس پشت ڈال دیا۔ وہ گمراہی میں پڑا اور پستی میں جا گرا۔ اس نے اپنے لئے گھاٹا ہی بڑھایا۔ کیونکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برائیوں سے منع فرمایا اور نیکیوں کا حکم دیا۔ عذاب سے ڈرایا بھی۔ اور انعامات کی خوشخبری بھی دی — مثالوں کے ذریعے سے بھی سمجھایا اور نصیحتیں بھی کیں۔ یہ سب امور (مقدار میں) قرآن شریف کے برابر ہیں یا اس سے بھی کچھ زیادہ۔

علم حدیث کے طبقات علم حدیث کے مختلف طبقے ہیں اور احادیث بیان کرنے والوں کے آپس میں درجے ہیں۔ اس علم کے (بعض حصے) چھلکے اور پوست کی طرح ہیں۔ جن کے اندر مغز ہے یا (یوں کہو کر) سیپیاں ہیں، جن کے اندر موتی ہیں۔ عام علماء کرام نے — اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ اکثر پہلوؤں پر تصنیفات کی ہیں، جن کے ذریعے سے اس علم کی مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے (لفظی ترجمہ ہے کہ وحشی جانور شکار کئے جا سکتے ہیں یعنی مشکل اور نامانوس مضامین حل کئے جا سکتے ہیں) اور اس کی دشواریوں کو آسان کیا جا سکتا ہے۔

فن معرفت الاحادیث ظاہر کی طرف سے سب سے اوپر اور قریب چھلکا فن معرفت الاحادیث ہے۔ جس میں کسی حدیث کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ کس درجے کی صحیح یا ضعیف ہے۔ وہ مستفیض ہے یا غریب ہے۔ (صحیح حدیث وہ ہے جس کے راوی سب عادل اور تام الضبط ہوں اور سند متصل ہو۔ ضعیف وہ ہے جس میں یہ شرائط نہ پائی جائیں۔ مستفیض جس کے فقط دو راوی ہوں۔ اور غریب جس کا فقط ایک راوی ہو۔ اس کے مقابلے میں متواتر حدیث وہ ہوتی ہے جس کے بکثرت راوی ہوں جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ہو اور مشہور اسے کہتے ہیں جس کے تین یا تین سے زیادہ راوی ہوں کہ تواتر تک نہ پہنچتے ہوں۔ مترجم) چنانچہ اس بارے میں متقدمین میں سے بڑے بڑے نقد و نظر کرنے والے (جانچنے اور پرکھنے والے) محدثین اور حافظان حدیث (حدیثوں کو زبانی حفظ کرنے والوں) نے ان کا اہتمام کیا ہے۔

فن معانی غریب وضبط مشکل اس کے بعد فن معانی غریب اور ضبط مشکل کا درجہ ہے (غریب وہ الفاظ ہیں جو عام طور پر کم استعمال ہوتے ہیں اور مشکل وہ الفاظ ہیں جو لکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن زیر زبر کے فرق سے معنی بدل جاتے ہیں۔ مترجم) اس سلسلے میں ادبی فنون کے اماموں نے اور زبان عربی کے پختہ کار ماہروں نے بڑی کوششیں کی ہیں۔

فن معانی شرعیہ اس کے بعد فن معانی شرعیہ کا درجہ ہے (یعنی شارع کے احکام میں غور کرنا انہیں سمجھنا اور ان کے مدارج مقرر کرنا کہ یہ فرض ہے یا واجب ہے وغیرہ۔ مترجم) جس میں فروعی احکام استنباط کرنے (یعنی شارع کے احکام سے، وقتی ضرورتوں کے پیش نظر اور احکام نکالنا جسے فقہ کہا جاتا ہے۔ مترجم) صاف صاف لفظوں میں بیان کردہ حکموں (نص عبارت) پر قیاس کرنے اور ایماء و اشارے سے استدلال کرنے (یعنی جہاں کہیں اشارے یا کنائے سے بات کہی گئی ہو وہاں دلیل پیش کر کے نیا حکم نکالنے) اور منسوخ، محکم، مرجوح اور مبرم کو معلوم کو معلوم کرنے پر بحث ہوتی ہے۔ (منسوخ وہ حکم ہوتا ہے جو واپس لیا جا چکا ہو۔ محکم وہ حکم جو ہمیشہ کے لئے قائم رہنے دیا گیا ہو۔ مرجوح وہ حکم جس پر اس کی کسی اور شکل کو ترجیح دی گئی ہو جو اس سے بہتر ہو۔ جسے ترجیح دی جائے اسے راجح کہتے ہیں۔ مبرم وہ حکم ہے جو ضروری اور لازمی ہو۔ مترجم) عام علماء کے نزدیک یہ علم مغز اور موتی کے مقام پر آتا ہے۔ چنانچہ فقہاء محدثین نے اس میں بڑی کوشش سے کام لیا ہے۔

علم اسرار دین یہ سب کچھ اپنے مقام پر ہے لیکن ہمارے نزدیک حدیث کے متعلق تمام فنون میں سے زیادہ دقیق اور بنیاد کے لحاظ سے سب سے گہرا، روشنی دینے کے لحاظ سے سب سے بلند اور شریعت کے ساتھ تعلق رکھنے والے علوم میں سے سب سے اعلیٰ اور اولیٰ علم اور جو سب سے زیادہ قابل قدر اور لائق منزلت ہے، وہ "علم اسرار دین" ہے۔ جس میں احکام شرعیہ کی حکمتیں اور ان کی وجوہات، اعمال کی خاص شکلوں کے اسرار اور ان کی باریکیوں سے بحث ہوتی ہے۔ بخدا! تمام علوم میں سے یہی علم اس لائق ہے کہ جسے توفیق حاصل ہو وہ اپنے بیش قیمت اوقات اس میں صرف کرے، اور فرض عبادتوں کے بعد اسے ہی اپنا توشۂ آخرت بنائے کیونکہ اس علم سے انسان کو شرعی احکام کے متعلق بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

ایک تعارفی نوٹ

گذشتہ شمارہ میں "مسئلہ ملکیت زمین کا اسلامی تجزیہ" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے وہ ادارہ کی طرف سے ایک تعارفی نوٹ تھا۔ جناب مسعود صاحب کا اصل مضمون امروزہ اشاعت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بقیہ : قرآن اور اسلام کی عظمت

جاکر تہجد کے قریب سحور کے قریب پورا کلام پاک دو رکعتوں میں مکمل فرماکر سلام پھیر دیتے ہیں۔ عقل تو مانتی نہیں لیکن اللہ کی قدرت کا یہ مشاہدہ بیسیوں انسانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا سو یہ قرآن حکیم کی عظمت کی قرآن حکیم کی صداقت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت کا وہ انوکھا طریقہ اختیار کیا کہ انسانوں کے دماغوں میں سمو دیا اور کوئی مسلمان نہیں جس پر نماز فرض نہ ہو۔ کچھ نہ کچھ اجزاء اسے یاد کرنے ہی پڑتے ہیں، چنانچہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کی تکمیل ہی نہیں ہوتی لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ ط اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک طویل آیت یا کم از کم تین چھوٹی آیتیں۔ جیسا کہ مفسرین اور ہمارے فقہاء اور محدثین لکھتے چلے آرہے ہیں جس کو قرآن پاک نے کہا فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (المزمل ۲۰) چند الفاظ جتنے آسانی سے دہرائے۔ سو کوئی بھی مسلمان نہیں جسے چند آیات، چند قرآن پاک کے اجزاء یاد نہ ہوں لیکن آپ بائیبل کے توراۃ کے، صحفِ موسیٰ و ہارون کے ماننے والوں سے کوئی چند اجزاء بھی ان سے سننے کی درخواست کریں۔ چند ٹکڑے بھی نہیں سنا سکتے اور پھر اللہ کی قدرت دنیا کا کوئی ایسا دستورِ حیات کوئی ایسا مرتبہ، مؤلفہ، مصنفہ یا کوئی نثری اور شعری مجموعہ ایسا نہ پائیں گے جسے انسان پڑھے اور اس کا دل نہ اکتا جائے بڑے سے بڑے شاعر کے کیسے بھی عجیب وغریب خیالات اور اس کے نظم اور نثر کے مجموعات کتنے بھی بلیغ کیوں نہ ہوں، کتنے بھی فصیح کیوں نہ ہوں لیکن انسانی طبیعت ہے کہ جس طرح گوشت کھاتے کھاتے، مرغی کھاتے کھاتے طبیعت اکتا جاتی ہے، یہ قرآن ہی کے لیے مخصوص ہے کہ آپ رات دن پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ سو سو سال عمر ہو جاتی ہے، مضامین میں غور کرتے ہیں الفاظ میں غور کرتے ہیں، قاری پڑھتا ہے سننے والے سنتے ہیں، راتیں آنکھوں میں کاٹ دیتے ہیں جی چاہتا ہے کہ پڑھنے والے پڑھتے جائیں اور سننے والے سنتے جائیں طبیعت اکتاتی نہیں، پڑھتے پڑھتے، غور کرتے کرتے، ستر ستر سال گذر جاتے ہیں لیکن جذبات اور زیادہ اس کی طرف والہانہ تیز ہو جاتے ہیں اس کی طرف انسان کی رغبت ہوتی ہے انسان کی توجہ ہوتی ہے۔

اسلام کی حقانیت

میں کس کس چیز کا ذکر کروں؛ قرآن حکیم کی عظمت اور قرآن حکیم کی برکت اور مسلمانوں کو جو یہ عظیم نعمت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور یہی دنیا کے اندر سب سے بڑا روحانی انقلاب ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے متحقق فرمایا، برپا فرمایا اور چودہ صدیوں سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ عرب و عجم میں نت نئی فتوحات ہو رہی ہیں اور ناگفتہ بہ حالات میں آگے سے آگے وہ بڑھتا چلا جا رہا ہے یہ قرآن پاک کی عظمت اور صداقت کی دلیل ہے۔ یعنی امریکہ، فرانس، برطانیہ، جرمنی، اٹلی، ٹوکیو، جاپان ہیں اور اس کے علاوہ رشیا اور چائنہ ہیں جہاں مذہب سے کوئی تعلق نہیں، اسلام کے لیے بھی وہاں کوئی گنجائش نہیں لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ روز نئی مساجد کے افتتاح ہو رہے ہیں۔ نئی مساجد کی بنیادیں قائم کی جا رہی ہیں اور مسلمان بڑی تعداد کے اندر وہاں جا بسے ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد وہاں دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کبھی فرانس کے حالات معلوم کیجیے، سوئٹزرلینڈ کے معلوم کیجیے۔ اسی طرح ناروے اور مشرقی یورپ مغربی یورپ، خود امریکہ کے اندر یہ پچھلے دنوں آپ نے سنا محمد علی چیمپین وہ مسلمان ہو گیا تو محض مسلمان ہونے کی دشمنی میں انہوں نے اس کی ورلڈ چیمپین شپ چھین لی۔ یہ عناد بھی اپنی طرح جاری ہے لیکن اسلام پھر بھی بڑھ رہا ہے۔

اسلام کا روحانی انقلاب

مثال کے طور پر افریقہ کے اندر تقریباً سو سال پادریوں کی ہر قسم کی اور جو بھی ان کے ہتھکنڈے تھے انہوں نے استعمال کیے اور افریقیوں کو عیسائی بنا ڈالا۔ دنیا کے اندر اپنی حکومت کرنے کی جو رَو چلی، انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مسلمان بھی آزاد ہوئے۔ عرب ممالک اپنی آزادی کے لیے ہاتھ پیر مارنے لگے انہوں نے اپنی پوری کوششیں صرف کر دیں اور یکے بعد دیگرے آزادی سے ہمکنار ہوئے لیکن افریقہ کے عیسائیوں نے جب آزادی کے لیے نعرہ بلند کیا تو جواب میں انہی عیسائی بھائیوں نے ان پر گولیاں داغیں اور ان پر آگ و خون کی ہولی کھیلی۔ نتیجۃً وہاں اسلام کے مقرر، اسلام کے معلم، اسلام کے مبلغ پہنچے، انہوں نے اسلام کی حقانیت ان کے سامنے پیش کی، اسلام کا تاریخی رول ان کے سامنے رکھا اور سیدنا بلال حبشیؓ، سہیل رومیؓ، سلیمان فارسیؓ، صدیق اکبرؓ عمر فاروقؓ اور ادھر یہ ہے کہ ابوجہل و ابولہب کے حالات و واقعات حقیقی ان کے سامنے پیش کیے، ان کا تاریخی کردار ان کے سامنے پیش کیا اور آج بھی عرب و عجم میں حجاز میں۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط (الحجرات ۱۳) کی مثالیں جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور دکھائیں تو وہ بے کھٹکے مسلمان ہو گئے تقریباً تین چار سال پہلے تین چار کروڑ کی تعداد کے اندر افریقی مسلمان ہو گئے۔ پادریوں نے الزام لگایا کہ یہ سازش ناصر کی ہے اور روس والوں کی یعنی اشتراکیوں کی ہے، بالشویکیوں کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں خود اپنی عظمت ہے۔ قرآن پاک کے اندر اپنی انقلابی طاقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عظیم برکات بھری ہوئی ہیں۔ سب سے پہلا روحانی انقلاب جس طرح میں نے پہلے عرض کیا عرب میں برپا ہوا، پھر افریقہ کے اندر، ایشیاء کے اندر بڑھتے بڑھتے یہ انڈیا اور آگے جزائر شرق الہند، غرب الہند، انڈونیشیا، اور جاپان تک اسلام کے سلسلے چلے ہوئے ہیں۔ یہاں گزشتہ سال کتنے ہی جاپانی طلبہ آئے جنہوں نے عربی پڑھی، افریقی طلبہ بے شمار ہمارے مدارس میں بالخصوص، عرب ممالک سے آتے ہیں اور اسی لاہور کے اندر ہمارے پاس اب بھی امریکہ کے لوگ آئے ہوئے ہیں، جو قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں۔ ان میں کالے بھی ہیں، گورے بھی ہیں۔

باقی رہنے والا دین

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہندومت اپنی موت مر رہا ہے۔ سکھ اپنی موت کے دن گن رہا ہے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے جو مسلمان عرسوں پر جاتے ہیں ان میں سے ایک صاحب نے قصہ سنایا کہ وہاں ایک عرس پر جانے کا اتفاق ہوا۔ سکھ جو ان کے محافظ سپاہی مقرر کیے گئے باتوں باتوں میں انہوں نے بتایا کہ وہاں کی سول سروس میں ایک سکھ چند برس ہوئے اوّل نمبر آیا۔ اس کو حکومت نے اس شرط پر عہدہ دینے کے لیے ملازمت دینے کے لیے آمادگی ظاہر کی کہ تم سر سے پاؤں تک اپنا صفایا کر ڈالو اس نے کہا میں چند دن کے بعد آپ کو اطلاع دوں گا کہ میں اس پر آمادہ ہوں یا نہیں۔ اس اللہ کے بندے کو تو سکھوں نے روک دیا۔ لیکن اس سکھ پولیس آفیسر نے بتایا کہ اس کا ردّ عمل یہ ہوا کہ ہمارے وہ نوجوان جو کالجوں میں ہیں، یونیورسٹیوں میں ہیں، وہ ڈاڑھی آنے سے پہلے ہی اس کا حساب کتاب صاف کر دیتے ہیں یعنی نمودار ہی نہیں ہونے دیتے۔ کیونکہ آئندہ انہیں مستقبل تاریک نظر آتا ہے ان حالات کے اندر سکھ سوچ رہے ہیں کہ پچاس سال کے بعد ہمارا مذہب یہاں باقی بھی ہوگا یا اس کا صفایا ہو چکا ہوگا۔ چنانچہ خود ہندو بھی اب ہندومت سے اتنے "تنگ" آئے ہوئے ہیں کہ ادنیٰ ذات کے، اعلیٰ ذات کے اچھوت اور شودر۔ عیسائیت نہیں تو کمیونزم کی گود میں چلے جا رہے ہیں۔ لیکن اسلام کو اللہ نے چاہا تو وہ دنیا کی ایک عظیم طاقت ثابت ہوگا اور بڑھتے بڑھاتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ آج بارہ چودہ ممالک ہیں جن میں خالص اسلامی یعنی مسلمان حکومتیں قائم ہیں۔ بلا شرکت غیرے جب اسلام آیا تھا تو عرب کا ایک معمولی خطہ زمین اسلام کے زیر نگین تھا۔ لیکن یہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ ہندوستان میں دیکھیے کہ یہ حصہ پاکستان کے نام سے ابھرا۔ یہ اسلام کی عظمت ہے اسلام کی برتری اور اسلام کی بڑھوتری اور ارتقاء کی ایک مسلمہ دلیل ہے اسی طرح انڈونیشیا ہے وہ خود اپنے آپکو عالم اسلام کا بہت بڑا حصہ قرار دیتے ہیں۔ ہم پاکستان کو سب سے بڑا عالم اسلام کا بھائی قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح کسی کو اللہ نے کسی طرح اور کسی کو کسی طرح اسلام کے ساتھ نوازا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ع

کر رہی ہیں کام آخر کچھ مری ناکامیاں

وہ دن آیا چاہتے ہیں جب اسلام اور علماء اسلام اور مل ملاکر اسلامی ممالک کے سربراہ اپنی ایک دولت مشترکہ ضرور بنائیں گے اور اپنے مسائل آپ حل کرنے کی کوئی نہ کوئی تدبیر اللہ تعالیٰ انہیں سجھائیں گے۔ جس طرح یہود نے برطانیہ اور فرانس نے مل کر پہلا حملہ کیا اور اللہ نے اسے بچایا، اب امریکہ اور دوسری یورپین حکومتوں کی شہ پر اسرائیل نے ان پر حملہ کیا۔ اور اسے ان کی پوری تائید حاصل تھی۔ عرب جو آپس میں لڑ رہے تھے۔ یہ واقعہ ان کے اتحاد کا ایک ذریعہ بنا اگر وہ متحد نہ ہوتے تو ان کے بچنے کے آثار کم نہ تھے سو یہی چیز ان کو متحد کرنے کا باعث بن گئی۔

اغیار کی شہادت

یہ میری ٹوٹی پھوٹی اور بے ترتیب گذارشات قرآن حکیم کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے قرآن پاک کے مضامین میں غور و فکر کرنے کا نتیجہ ہیں جو اللہ نے مجھے توفیق عطا فرمائی ہے۔ قرآن پاک کی صداقت جسے خارجی طور پر ہم دیکھ رہے ہیں اور تیرہ چودہ سو سالہ قرآن پاک کی تاریخ جو ہمارے سامنے ہے اور آپ کے سامنے ہے جب ہم اس میں غور و فکر کرتے ہیں تو الحمد للہ ہمیں فخر ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی صداقت دن بدن آشکار ہو رہی ہے قرآن پاک نے جو جو چیزیں انسانوں کے سامنے پیش کیں آج ایک ایک کر کے ان کی صداقت پہ درست کیا دشمن بھی جو ہیں اس پر ایمان لا رہے ہیں چنانچہ مثال کے طور پر رات ہی ٹیکسلا میں تقریر کرتے ہوئے مجھے یاد آیا میں نے اخباری کٹنگ رکھی ہوئی ہے جارج برنارڈشا، برطانیہ کا مفکر، طناز، ڈرامہ نویس وغیرہ اور بہت زیادہ شگفتہ نویس مانا گیا ہے۔ مرگیا۔ اس سے کسی نے سوال کیا کہ آئندہ دنیا کے اندر کونسا مذہب ترقی کرے گا یا باقی رہے گا؟ اس نے بے کھٹکے اسلام کا نام لے لیا۔ اخبار نویس نے پوچھا آپ تو خود عیسائیت کے علمبردار ہیں۔ عیسائی مذہب کے عمل پیرا ہیں۔ اور آپ اسلام کو سمجھتے ہیں کہ آئندہ باقی رہے گا! اس نے کہا کہ اسلام میں سائنٹفک طاقت ہے۔ جو آج سائنس کی دنیا کے اندر، فزکس کی دنیا کے اندر زندہ رہ سکتا ہے۔ باقی ہندومت، بدھ مت، یہودیت یہ سارے کے سارے توہمات کا شکار ہو چکے ہیں، ان کی بقا کے آثار دنیا کے اندر مجھے نظر نہیں آتے۔ بعینہٖ جواہر لعل سے اسی طرح کا سوال کیا گیا کہ آپ کس مذہب کو تسلیم کرتے ہیں؟ وہ کسی زمانے میں کمیونزم کا مطالعہ کرتے ہوئے سوشلزم کو اپنے لیے نجات کا راستہ قرار دیتے تھے تو اس سے جب اس زمانے میں اخبار نویسوں نے سوال کیا تو انہوں نے کہا "میں کسی مذہب کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ لیکن اگر کوئی مذہب مانتا ہوں تو وہ اسلام ہے" تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ ہندو مذہب کے اتنے بڑے نمائندہ ہو کر یہ بات کیسے کہتے ہیں؟ انہوں نے یہی کہا کہ جہاں تک میرا مطالعہ ہے باقی مذاہب سر پھٹول لڑائی چھوت چھات اور باہمی عناد اور فساد ہی کا باعث ہیں۔ ایک اسلام ہے جو واقعہ یہ ہے کہ انسانوں کو بھائی چارگی سکھاتا ہے۔ اس کے اندر مساوات کا اصول ہے اور اس کے اندر کسی ذات برادری کی بنا پر نہیں، دولت کی بناء پر نہیں، کسی حکومت اور وجاہت کی بنا پر نہیں، بلکہ اکرام جو ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط (الحجرات ۱۳) کی بنا پر ہے۔ جتنا متقی ہے، جتنا خوف خدا رکھنے والا ہے، جتنا اس میں درد دل ہے خدمت انسان کرنے کا۔ اسی قدر اسے عظمت دی جاتی ہے۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ وغیرہ کے اور بے شمار شواہد اس کے اندر پیش کیے جا سکتے ہیں۔

ہندوؤں کی اسلام سے محبت

گاندھی جی مہاراج کسی دنیا کے مذہب کے نہیں، اپنے مذہب کی دعائیں اور اشلوک پڑھنے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں سے سورہ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰہُ سنتے اور اپنی پرارتھنا میں اس کو برابر استعمال کرتے اور قرآن پاک کی سچائی کے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے خود گن گاتے اور اللہ رب العالمین کی وحدانیت کا بھی وہ اقرار کرتے۔ اگرچہ وہ مسلمان نہیں کہے جا سکتے کیونکہ مسلمان اسلام کی اصطلاح ہے، جب تک کوئی قرآن کو، حدیث کو، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام ہی کے مطابق، جو اس کے اصول ہیں نہ مانے مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہزاروں لاکھوں آج اسلام کی عظمت کے قائل ہیں۔ ہزاروں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور کوئی دشمن سے دشمن بھی ان کی کسی چیز پر انگلی نہیں رکھ سکتا، ان کے کردار پر ان کے کسی قول و فعل پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کر سکتا لیکن اسلام کی سعادت جس کو اللہ نے بخشی ہے یہ اسی کے نصیب میں ہے ضروری نہیں ہے کہ ہر کوئی مسلمان ہی ہو جاتے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اسلام کی صداقت کا یوں اقرار کرے۔ میں نے ایک بات عرض کی ہے کہ یہ قرآن پاک کی عظمت کی دلیل ہے گذشتہ چار پانچ مہینے ہوتے ہیں کہ ہندوستان کا ایک ہندو جج مسلمان ہوا ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ اس زمانے میں جب کہ مسلمان کا خون ہندوستان کے اندر بہہ رہا ہے اس لیے کہ وہ مسلمان ہیں، آپ نے یہ جرأت کی؟ اس نے کہا "حقیقت یہ ہے کہ میں کافی عرصہ سے اسلام کی حقانیت اور صداقت پر غور و فکر کرتے ہوتے یقین لا چکا تھا" — واقعی زندہ ہے وہ — لیکن مجھے یہ خیال آتا تھا کہ میں اس قوم کے ایک اہم عہدے پر ہوں اور ہو سکتا ہے کہ اس کو ناجائز استعمال کرنے کا مجھ پر الزام دھرا جاتے

اب جب کہ میں ریٹائر ہو چکا ہوں آزاد ہوں، خود مختار ہوں اور جسے میں اپنے لیے بہتر سمجھتا ہوں اس کے لیے ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتا ہوں" — یہ ہے اسلام کی عظمت، اسلام کی خوبی اور صداقت کہ جہاں مسلمانوں کا خون اتنا ارزاں ہے اس قدر مسلمان کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے کہ پاکستان کا انہوں نے کیوں مطالبہ کیا۔ پاکستان کے مطالبے کو انہوں نے کیوں ورغلا اغلنا سمجھا۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے بہرحال مجھے یقین ہے کہ ہندوستان میں آپ پانچ کروڑ مسلمان چھوڑ کر آتے تھے آج وہ ہندوستان میں بارہ تیرہ کروڑ مسلمانوں کو گردان رہے ہیں۔ نسل کشی کبھی بھی اس طرح نہیں ہوا کرتی۔ وہ ظلم و ستم کر رہے ہیں جنگوں میں قتل ہوتے رہتے ہیں۔ طاعونوں میں لوگ مرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس طرح انسان ختم نہیں ہوا کرتے، نہ وہ پاکستان میں دھکیل سکتے ہیں۔ نہ بحیرہ عرب میں دھکیل سکتے ہیں نہ قتل و غارت کر کے ان کو ختم کر سکتے ہیں۔ لیکن اپنی بربریت کا، اپنی حیوانگی کا، اپنی قساوت کا ثبوت وہ ضرور دیں گے۔ اس سے انسانوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ ہندو مت انسانیت کے لیے ہلاکت ہے، انسانیت کے لیے باعثِ نفرت ہے۔ جو مذہب نفرت سکھائے، چھوت چھات سکھائے یعنی ادنیٰ ذات کے ہندو، برلا مندر نہیں جا سکتے اور ان کے چوکوں میں نہیں جا سکتے، ان کے کنوؤں سے پانی نہیں لے سکتے۔ یہی حال گورے کالے ممالک کے اندر آپ دیکھتے ہیں، افریقہ کے اندر، امریکہ کے اندر، یہ جو جنوبی افریقہ کی حکومت ہے، رہوڈیشیا نائجیریا اور کہاں کہاں یہی کچھ ہو رہا ہے خود امریکہ جیسے مہذب ملک کے اندر کالوں کے لیے، گوروں کے لیے الگ ہسپتال الگ گرجے، الگ سکول، الگ کالج ہیں الگ ان کی بسیں ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یورپ کے متمدنین اپنے آپ کو علمبردار تمدن سمجھتے ہیں اب تک کالے اور گورے کے مسئلے حل نہ کر سکے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ارشاد

فرمایا کہ گورے کو کالے پر، کالے کو گورے پر، عجم کو عرب پر، عرب کو عجم پر کوئی فضیلت نہیں، اگر کوئی فضیلت ہے اللہ کے نزدیک تو اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات ۱۳) کے اعتبار سے ہے۔ وہی معیار جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا۔ یہی تمام انبیاء کرام کا معیار تھا اور یہی آج مسلمانوں کا سب سے اہم معیار ہے جس سے وہ ناپتے تولتے ہیں، اب آپ دیکھیے کہ کتنے آپ میں سے مالدار تشریف فرما ہیں کتنے زیادہ عصری علوم کے ماہرین تشریف فرما ہیں، کیسے کیسے اونچے عہدوں پر فائز ہیں۔ لیکن حضرت قاضی صاحب ان میں سے شاید کسی کے بھی ہم پلہ نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ اور طہارت سے نوازا ہے۔ اسی طرح ہمارے دوسرے بزرگ جو اس وقت تشریف فرما ہیں (حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ) دیانت، للّٰہیت، خوفِ خدا، کتاب اللہ سنت رسول اللہ میں غور و فکر، ان کی ساری زندگی کا اوڑھنا بچھونا رہا، اسی لیے آپ نے انہیں دُور دراز سے بلوایا ہے۔ عزت و احترام کے ساتھ ان کے ارشادات سننے کے لیے۔ وہ اس وقت تشریف فرما ہیں یہی (اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ الحجرات ۱۳) کی زندہ تفسیر ہے، اس کی زندہ تشریح ہے۔

(باقی آئندہ)

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کو صدمہ

ڈاکٹر مذکور اپنی جماعت سے منسلک ہیں۔ ان کے چچا محترم پچھلے دنوں انتقال فرما گئے ہیں جس سے ڈاکٹر صاحب کو خصوصی طور پر کافی صدمہ ہوا ہے۔ ادارہ خدام الدین بالخصوص حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب ڈاکٹر صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ احباب سے اپیل کی جاتی ہے کہ مرحوم و مغفور کے واسطے دعائے مغفرت کریں۔ (حاجی بشیر احمد)

★

بقیہ : مجلسِ ذکر

اور باہر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دونوں مل کر انسان کو غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ جن کو اپنی مآل اندیشی کی، انجام کی، قال اللہ و قال الرسول کی اور قبر کو "رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ" بنانے کی فکر اور لگن لگی ہوئی ہے۔ سو اُن کی زندگی کے اصول و نظریات، اُن کے اعمالِ حیات، اُن کے روزمرہ کے معمولات بالکل مختلف ہیں، اُن لوگوں سے جو دنیا میں وقت ضائع کرتے ہیں، لہو و لعب میں مدہوش ہیں، لذّات و شہوات میں پھنسے ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو باڑ دی ہے لذّات و شہوات کی اور جنّت کو باڑ دی ہے غیر مرغوب اور غیر مطلوب چیزوں کی۔ جن چیزوں کی انسان کو طلب ہے، تڑپ ہے۔ وقتی لذّت کے لئے انسان سب کچھ قربان کر بیٹھتا ہے۔ وہ جہنم کی طرف لے جانے والی ہیں ؎

ترسم کہ نرسی بکعبہ اے اعرابی!
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ الآیہ۔ یہی ہے حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور ان کی صدا، یہی جنابِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان و اظہار، یہی ہر نبی، ہر پیغمبر، ہر مصلح، ہر ریفارمر، ہر مبلّغ کا توشۂ آخرت، ہر مبلّغ کا اسوہ اور نمونہ ہے۔ کہ میری حیات، میری بقاء، میری زندگی، میری موت، میرا جینا، میرا مرنا، میرا اٹھنا، میرا بیٹھنا، میری دوستی یا کسی کے ساتھ تعلّقِ خاطر نہ ہونا، یہ ہے اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ۔ اللہ کے لئے دوستی، اللہ کے لئے دشمنی — اس دورِ ابتلاء سے اللہ مسلمانوں کو بچائے۔ مسلمان کے خون کا ایک قطرہ ساری دنیا کی دولتوں سے زیادہ مقدّم ہے اور اللہ کے حبیبؐ کے ہاں محترم ہے۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا کہ آج کے بعد مسلمان کا خون مسلمان پر حرام ہے، تا قیامت ان کی عزت، حرمت، مال، جان کی حفاظت لازمی اور لابدی ہے۔

ختم نبوت کانفرنس

مجلس تحفظ ختم نبوت لائل پور کے زیر اہتمام ۴ر جون بروز جمعرات بعد از نماز عشاء عید گاہ دھوبی گھاٹ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہو رہی ہے جس میں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا منظر علی شمسی، مولانا محمد صدیق لائلپوری، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا مجاہد الحسینی، مولانا تاج محمود صاحب شرکت فرما رہے ہیں۔

درسِ قرآن

جناب قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ حسب پروگرام ماہ جون کی پہلی اتوار مورخہ ۷ر جون کو جامع مسجد گل بہار کالونی ۲ پشاور میں ساڑھے دس بجے درسِ قرآن دیں گے۔ عوام سے التماس ہے کہ اس مجلس میں جوق در جوق شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

انتقالِ پُرملال

جمعیۃ علماء اسلام شہر گوجرانوالہ کے نائب سالار اول جناب حشمت علی کے برادر گرامی جناب شوکت علی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

بچوں کا صفحہ

جب حضرت عمرؓ خلیفہ تھے

(ساجدہ بیگم)

ایک بار ایک قافلہ مدینے کے باہر میدان میں رات بسر کرنے کے لئے رکا۔ تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ اس زمانے میں موٹر، ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز وغیرہ نہ تھے۔ بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہوتا تو بہت سے لوگ مل کر قافلوں کی شکل میں سفر کرتے تھے ان کا سامان اونٹوں پر لدا رہتا اور خیمے وغیرہ ساتھ رہتے۔ جہاں رات ہوتی وہیں ڈیرا ڈال دیتے۔ ہاں تو جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کو خبر ہوئی کہ ایک قافلہ مدینے کے قریب رات گزارنے رکا ہے تو انہوں نے سوچا کہ یہ میرا فرض ہے کہ میں رات میں ان کی حفاظت کروں اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دوں۔ جب رات ہو گئی تو وہ قافلے میں پہنچے اور چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھنے لگے۔ چلتے چلتے انہوں نے ایک خیمے میں ایک بچے کے رونے کی آواز سنی۔ آپ نے آواز دے کر خیمے میں ٹھہری ہوئی عورت سے کہا۔ "اپنا بچہ چپ کرا" اور آگے بڑھ گئے۔ لیکن پورے قافلے کا چکر لگا کر جب دوبارہ اس خیمے کے سامنے پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ بچہ ابھی تک رو رہا ہے۔

آپ نے پھر آواز دی اور اور عورت سے کہا "تم کیسی ماں ہو کہ اپنے بچے کو بھی چپ نہیں کرا سکتیں"

عورت نے کہا "بھائی! تم جاؤ اپنا کام کرو میں بچے کا دودھ چھڑا رہی ہوں اور اسے بھوک لگی ہے۔ اس لئے وہ رو رہا ہے"

"مگر ابھی سے دودھ کیوں چھڑا رہی ہو؟"

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے پوچھا۔ عورت نے کہا "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خلیفہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ جس دن سے بچہ دودھ چھوڑے گا، اسی دن سے اس کا روزینہ مقرر ہو گا"

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ یہ سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنا شروع ہو گئے وہ بار بار توبہ کرتے اور کہتے "عمر تو نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے ان معصوم بچوں پر۔ پتہ نہیں، میں نے کتنے بچوں کا وقت سے پہلے دودھ چھڑوا دیا ہو گا۔ کتنا عذاب ہو گا میری گردن پر؟"

رات بھر وہ گڑ گڑا کر اللہ سے اپنے کیئے کی معافی مانگتے رہے۔ اور صبح اٹھ کر سب سے پہلے یہ اعلان کروایا کہ "جس دن بچہ پیدا ہو گا اسی دن سے اس کا روزینہ دیا جائے گا۔

(ماخوذ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(عبدالجبار طاہر)

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون ہے کہ جو یمن میں تبلیغ اسلام کرنے کا فرض ادا کرے، سب صحابہ خاموش رہے لیکن حضرت معاذ بن جبل نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار سرورِ کون و مکاںؐ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا آپ مجھے حکم دیں تو میں یمن میں جا کر اسلام کی تبلیغ کا فرض سرانجام دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور دعا فرمائی اللہ تعالےٰ تمہاری امداد و اعانت فرمائے۔ سرورِ دو عالم نے اپنے ہاتھوں سے اونٹ تیار فرمایا اور پھر جب حضرت معاذ بن جبل روانہ ہوئے تو حضورؐ اونٹ کے ساتھ ساتھ پیدل چلے۔ جب معاذ بن جبل نے حضور صلعم کو پیدل آتے دیکھ کر کہا کہ حضورؐ آپ پیدل ہیں۔ اور میں سوار۔ میں بے ادبی کی جسارت نہیں کر سکتا۔ معاذ اترنے لگے۔ حضورؐ نے روک دیا۔ اور فرمایا کہ اے معاذ مجھے فرشتے جھانک جھانک کر دیکھ رہے ہیں۔ جاؤ اللہ تعالےٰ تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب فرمائے۔ تھوڑی دور حضورؐ معاذ کے ساتھ گئے۔ پھر معاذؓ نے حضورؐ سے رخصت لی۔ اور اونٹ کو تیز کر دیا معاذ بن جبل پہنچ کر تبلیغ کی اور یمن میں اسلام پھیلانا شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یمن حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ ایک دفعہ معاذ نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ آنکھ کھلی تو بے تاب ہو گئے۔ فوراً اونٹ تیار کیا۔ اور مدینہ کا رخت سفر باندھا۔ اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں انہیں ایک صحابی ملے۔ معاذ نے ان سے پوچھا کدھر جا رہے ہیں انہوں نے کہا یمن کو جا رہا ہوں وہاں معاذ سے مل کر انہیں ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔ معاذ بن جبل نے کہا وہ میں ہی ہوں کہو کیا کہنا چاہتے ہو صحابی نے کہا۔ معاذ حضور نبی کریمؐ وصال فرما گئے۔ معاذ نے یہ سنا تو زار و قطار رونے لگے اور پریشانی کی حالت میں مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر روضۂ رسولؐ پر زار و قطار روتے رہے۔

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

دیدہ زیب — **نیا حاشیہ** — رنگین

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین سال کی محنتِ شاقہ اور زرِ کثیر کی لاگت کے بعد شائع ہو گیا

ہدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲ روپے	۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔ فرمائش کے ساتھ کُل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔ تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

رعایتی ہدیہ
فی جلد ۵/۵۰ ڈاک خرچ ۱/۲
کُل ۶/۷ روپے پیشگی بھیجکر طلب فرمائیں

سندھی — مترجمہ — ترجمہ

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور
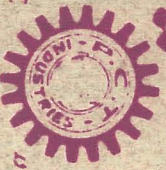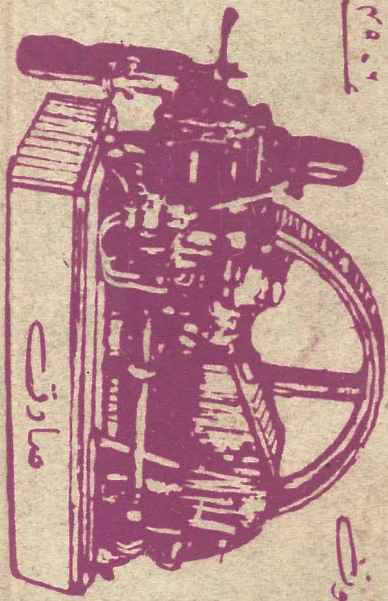
بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ		۱۱
ششماہی		۶
		۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ		۴۲
بحری جہاز		۱۵
ہوائی ڈاک ششماہی		۲۱
بحری		
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۴۳
بحری	۸۰	۲۲

فیروز سنز پریس لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C B T ۲۳۷ - ۲۴۰۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹ ۶۷ - ۹.۲.DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر (G/۴۰ (۱ ۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء